فتح المتعال فی مدح النعال

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فضائل نعلین حضور

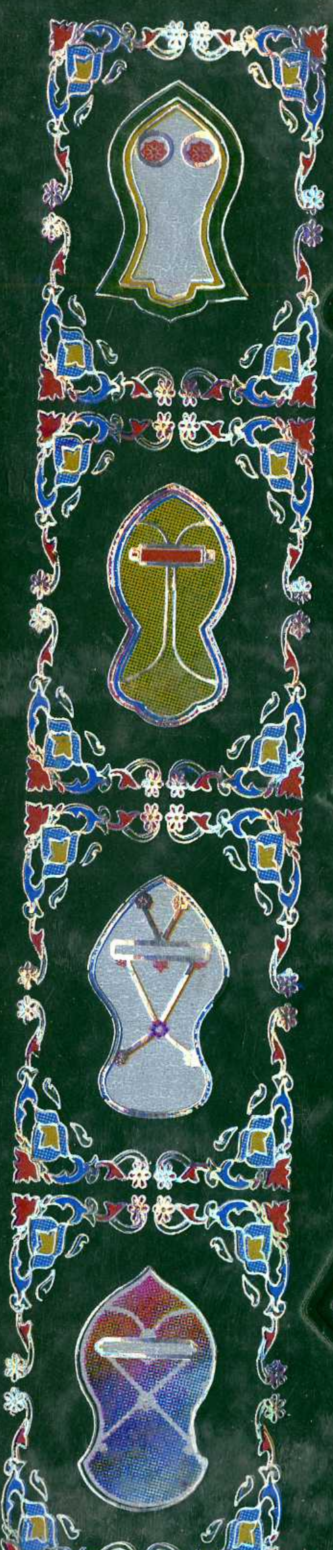

امام احمد المقری التلمسانی

۹۹۲ـ۱۰۴۱ھ

فتح المتعال فی مدح النعال

فضائلِ نعلینِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

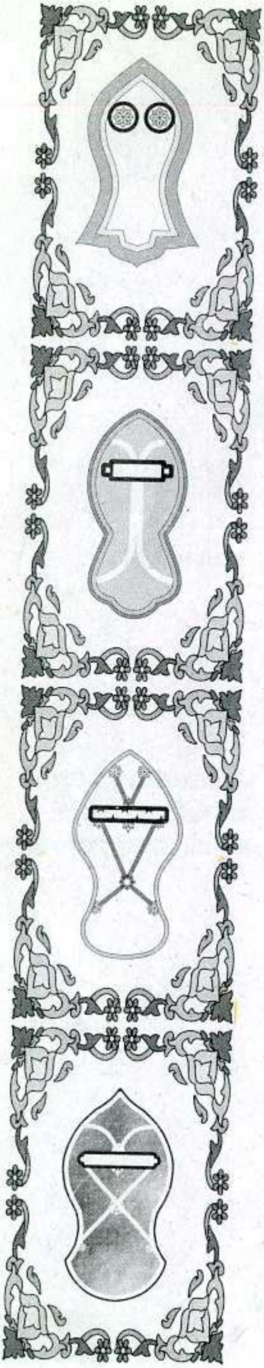

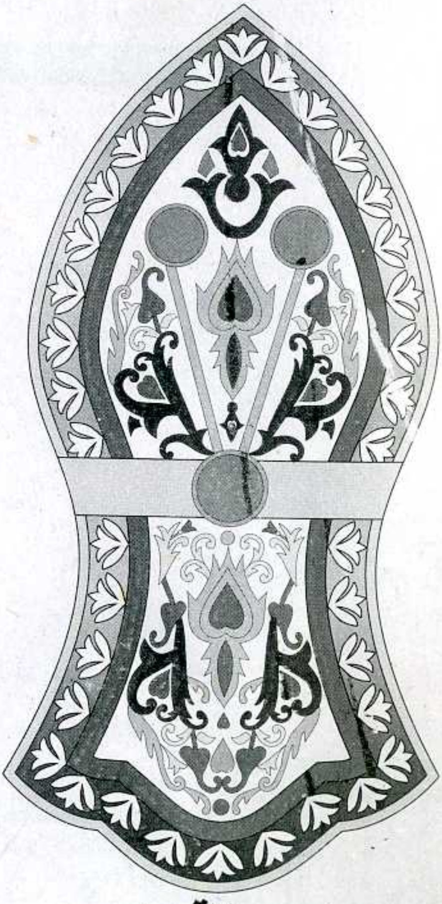

امام احمد المقری التلمسانی

۹۹۲-۱۰۴۱ھ

مصنف : امام احمد المقری تلمسانی

نام ترجمہ : فضائل نعلین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مترجمین : علامہ مفتی محمد خان قادری۔ علامہ محمد عباس رضوی

بار : سوم

اشاعت : دسمبر 2000ء

معاونین اشاعت : ڈاکٹر منیر احمد۔ عبدالوحید شیخ۔ وسیم الدین احمد

ان مقامات سے کتاب دستیاب ہے:

جامعہ اسلامیہ حبیبیہ
شاہ گنج، حیدرآباد انڈیا
Tel:(91-40) 523312

جناب سید جلال الدین قادری جمال پاشا
جناب مولانا سید محی الدین قادری
جناب سید حسن عبدالقادر قادری
سید حنیف محمد قادری کامل پاشا
Mobile: 847-9879336
6260 Gold Circle Han Over Park.
IL 60103 U.S.A
شکاگو، یو۔ ایس۔ اے
Tel: 847-690-1948
317-876-0718
E-mail: siquadri@hotmail.com
siquadri@yahoo.com

محمد طفیل مدنی بھٹی
نیو اقبال پارک E470/2-A رائفل رینج روڈ
لاہور کینٹ لاہور، پاکستان۔
Tel: 5725085, 6651 088
Mobile:0333-4219129
Email: mtbhatti_2000@Yahoo.com

ناشر : محمد طفیل مدنی بھٹی

کمپوزنگ : این ٹی ایم کمیونی کیشن لاہور فون: 7662755

طباعت : ماشاء اللہ بک بائینڈر 7351592

CAN BE HAD FROM:
I.S.R.A (Islamic Studies Research Association)
P.O. Box 357, Turbeville, Sc.29162-0357 U.S.A
Tel: (843) 659-2195, 2195 Fax: 659-2150
Website: http://www.angelfire.com

Dr.N.J. Chaudhry, Flat # 20, Royal Bolton Hospital,
Bolton. U.K. B14 OJR.

ہدیہ روپے: 150

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ انتساب (محمد طفیل مدنی بھٹی) 1
۲۔ پیغام (فقیر محبوب الرحمٰن نقشبندی عیدگاہ راولپنڈی) 4
۳۔ تقریظ (مولانا عبدالواحد مدنی نقشبندی قادری) 7
۴۔ پیشِ لفظ (مفتی محمد خاں قادری) 10
۵۔ نعلین شریف کی نسبت اور اِن کے مناقب و برکات
(سید جلال الدین قادری گیلانی جمال پاشا) 21
الریاض السعودیہ العربیہ
۶۔ پیشوائی (پروفیسر حفیظ تائب) 70
۷۔ محبت کا اپنا گھر (خواجہ غلام قطب الدین فریدی) 77
۸۔ جاں فدائے نقش نعلین رسول ﷺ (محمد شہزاد مجددی) 80
۹۔ فضائل تبرکاتِ رسول ﷺ (محمد الطاف نیروی) 88
۱۰۔ حرفے چند (راجا رشید محمود) 97
۱۱۔ فضائل و برکات نعلین پاک سید عالم ﷺ
(سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی) 101
۱۲۔ برکات نعلین پاک ﷺ (حسن اختر احسن) 106
۱۳۔ نعت و منتخب اشعار 114
۱۴۔ تصاویر ۱۱ عدد

اضافہ ۲۰۰۰ء

۱۵۔ زیر مطالعہ کتاب کا تعارف 127
۱۶۔ تعارف مصنف (امام احمد المقری المغربی المالکی) 132

۱۷۔ طریق توسل (مولانا اشرف علی تھانوی) 143

۱۸۔ ابتدائیہ 144

۱۹۔ مقدمہ (نعلم، قبال، شراک اور شمع کے مضاہم پر تفصیلی گفتگو) 153

۲۰۔ باب اوّل (احادیث مبارکہ اور نعلین شریفین) 178

۲۱۔ باب ثانی (نعلین مبارکہ اور اِن کے ناقلین کا تفصیلی تذکرہ) 313

۲۲۔ باب ثالث (مقائد در مدحِ نعلین مبارکہ) 358

۲۳۔ باب ربع (فوائد و برکات نعلین شریفین) 375

۲۴۔ خاتمہ (نعلین مبارکہ سے متعلقہ مختلف اُمور) 401

۲۵۔ تقریظات

i) حضرت شیخ الاسلام احمد عبدالرحمٰن بن عبدالوارث

ii) حضرت شیخ عبدالکریم القاضی ۔ قاہرہ

iii) حضرت شیخ احمد بن تغنیمی الخزرجیؒ

iv) حضرت شیخ تاج الدین بن احمد بن ابراہیم۔

امام بیت اللہ

ایصال واجر وثواب جلالۃ العلم شیخ سید حبیب اللہ قادری

معروف برشید پادشاہ متوفی ۱۴۱۹ھ 491

۲۶۔ نعل پاک حضورؐ عاشقانِ رسولؐ کی نظر میں

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی 492

چند منتخب اشعار الوداع • سید سلطان الصوفیا شاہ محمد سلطان میاں شیر سبحانی

خلیفہ ہشتم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ 494

☆☆☆☆☆

قطعہ تاریخ (سالِ طباعت)

کتاب، فضائلِ نعلینِ پاکِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

حضورؐ سے ہے جو منسوب، شے ہے وہ محبوب
ہے غازۂ رُخِ ایماں، محبّت نعلین

رکھیں سروں پہ، یہ حسرت ہے تاجداروں کو
عیاں ہے اہلِ نظر پر کرامتِ نعلین

انھیں کمال ہُوا ہے نصیب نسبت سے
ہے لمسِ پائے مُحمّدؐ سے عظمتِ نعلین

چھپی ہے سعیِ محمد طفیل سے یہ کتاب
بخُوبی جس سے نُمایاں ہے وقعتِ نعلین

کہی، اضافۂ اعدادِ "مجد" سے تاریخ
یہ ہے مثالی "کتابِ فضیلتِ نعلین"

۲۰۰۰ء = ۱۹۵۳ + ۴۷

طارق سُلطانپُوری لاہور
۱۰ - ۵ - ۲۰۰۰

الاھلاً

ہم یہ ترجمہ حضور علیہ السلام کے دو صحابہ ____ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو **خاصف النعل** (حضور کے نعل گانٹھنے والے) ہونے کا شرف حاصل ہے۔

☆ جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو صاحب النعلین (حضور کے نعلین اٹھانے والے) ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

مسند احمد، ابو یعلیٰ، ابن حبان اور مُستدرک میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو معانی قرآن پر اس طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے اس کے نزول پر کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا یارسول اللہؐ وہ شخص ابوبکر ہیں فرمایا نہیں۔ کسی نے کہا وہ حضرت عمر ہیں۔ فرمایا نہیں ____ اس کے بعد فرمایا یہ کام خاصف النعل (حضرت علی) ہی کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کو اس کائنات میں یہ شرف حاصل ہے کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں نعلین اتار کر بیٹھتے تو یہ نعلین کو ایک چمڑے کے تھیلے میں بڑی محبت سے سنبھال کر اپنے سینے سے لگا کر بیٹھ جاتے جیسے ہی مجلس برخاست ہوتی نعلین پیش کر دیتے۔ بعض اوقات نعلین پہناتے بھی تھے ____

اللہ تعالیٰ ان خدامِ نعلین رسول کے صدقہ سے ہم سب کو دنیا و آخرت میں حضور علیہ السلام کے نعلین کا سایۂ رحمت عطا فرمائے۔

انتساب

الحمدللہ مجھے مدینہ منورّہ میں باوا غلام رسول المعروف بلیّاں والی سرکار کی صحبت کافی عرصہ نصیب رہی اور باواؒ جیؒ نے مجھے اپنا روحانی بیٹا بھی بنایا اور اس شرف کے علاوہ بھی مجھ پر بے شمار کرم فرمائے۔ آپ کا وصال ۱۹ شوال ۱۴۰۶ھ بروز جمعرات بمطابق ۲۳ مارچ ۱۹۸۶ء بوقت ۱۰:۴۵ دن بمقام حدرۃ (حملہ) سید الشہداء مدینہ منورہ میں ہوا۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں جنت البقیع میں انہیں جگہ نصیب ہوئی۔

میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ ان کے وصال کے بعد ان کی طرف سے کوئی ایسا کام کروں جس سے باواجیؒ مغفور کی روح خوش ہو۔

نہایت درجہ ناشکری ہوگی اگر میں یہاں اپنے پیر طریقت قبلۂ عالم حضرت محبوب الرحمٰن نقشبندی سجادہ نشین عیدگاہ شریف راولپنڈی کا تذکرہ نہ کروں جن کی نگاہِ کرم و شفقت سے یہ ساری نعمتیں نصیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے۔

جگر گوشۂ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالقاسم سید جلال الدین قادری جمال پادشا دامت برکاتہٗ العالیہ کا ذکر خیر کرنا بھی میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ جن سے عقیدت، پیار اور محبت کا ایک ایسا تعلق قائم ہے جس پر میں جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔

میرے بزرگ حضرت مولانا حافظ عبدالواحد عبدالمصطفیٰ مدنی قادری شاید دنیا میں آج واحد ہستی ہے کہ انہیں آقائے دو جہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی قدر حضرت عبداللہ علیٰ والدہٖ وعلیہ السلام کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ اور جن کی مبارک آنکھوں نے نور والے آقا کے والد محترم کے پرنور چہرے کا خوب خوب نظارہ کیا ہے۔ اس تحریر میں ان کا ذکر خیر بھی میرے لیے باعث خیر وسعادت ہے۔

میری زندگی پر ان مبارک ہستیوں کا کرم وشفقت ہمیشہ رہا اور میرے لیے یہ پاکیزہ ہستیاں باعثِ رحمت و بخشش، موجبِ نجات اُخروی اور راہ طریقت میں رہنما وپیشوا ہیں۔

محترم طارق درانی صاحب نے بطور تبرک چند سطور قلمبند فرمائی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''تہجد کے بعد اذانِ فجر سے پہلے باوضو سورۃ الفاتحہ پڑھ کر درود شریف پڑھتے ہوئے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے نعلین پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش کو چھونا اور دعا کرنا بزرگوں نے باعثِ خیر وبرکت فرمایا ہے۔''

اسی لیے کتاب کی جلد بندی کراتے ہوئے کوشش کی گئی ہے کہ نقش نعلین پاک ابھرا ہوا محسوس ہوتا ضعیف اور نابینا لوگ بھی اسے آسانی کے ساتھ چھوسکیں اور اس تبرک سے خیر وبرکت حاصل کرسکیں۔

اس متبرک کتاب کی اشاعت کے اس کارِ خیر میں میرے جن روحانی و علمی دوستوں کا حصہ ہے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

جناب ڈاکٹر منیر احمد صاحب، جناب عبدالوحید شیخ صاحب، جناب وسیم الدین احمد شیخ صاحب اور جناب ڈاکٹر طارق درانی جناب ڈاکٹر وقار انجم مصطفائی صاحب جناب مولانا شہزاد مجددی اور قمر الرحمٰن میں ان احباب کا ممنون ہوں کہ جنہوں نے دامے درمے سخنے جس طرح بھی تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

آخر میں اپنے کرم فرما جناب مفتی محمد خان قادری اور علامہ محمد عباس رضوی کے لیے دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت انہیں جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے بے انتہا محنت ولگن سے اس رفیع الشان اور عظیم و بابرکت کتاب کا ترجمہ کرکے غلامان و عاشقانِ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک محبت بھرا حسین تحفہ دیا ہے۔

دعاؤں کا طالب
خادم نقش نعلین پاک، ذرّۂ خاکِ مدینہ
محمد طفیل مدنی، بھٹی
نیو اقبال پارک E470/2-A رائفل رینج روڈ
لاہور کینٹ لاہور، پاکستان۔
Tel:5725 085, 6651 088

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

پیغام

فقیر محبوب الرحمٰن نقشبندی مجددی

عید گاہ شریف راولپنڈی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جسے جس سے محبت ہوتی ہے وہ اسی کا ذکر کرتا ہے حتی کہ معاملہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اسے اس کے ذکر کے علاوہ اور کوئی شئے بھاتی ہی نہیں وہ دل کو بہلانے کیلئے کبھی محبوب کا تذکرہ کرتا ہے اور کبھی سنتا ہے، کبھی اس کی طرف منسوب اشیاء کی زیارت و ذکر سے اپنے دل کو تسلی دیتا ہے۔ کبھی اس کے دیار کا ذکر آجاتا ہے تو اس کی محبت سلگنے لگ جاتا ہے۔ کہ اس کے کان و آنکھیں صرف محبوب کی مدح و ثنا ہی سنتے ہیں اس کی طرف کسی عیب کی نسبت برداشت نہیں کر سکتے۔ جب مجازی محبت کا یہ عالم ہے تو غور کیجئے پھر حقیقی محبت کا عالم کیا ہوگا۔ جب محبت اس محبوب میں عیب برداشت نہیں کر سکتی جو محبوب کا عمل بن سکتا ہے تو وہاں محبت کی کیفیت کیا ہوگی۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے عیب پیدا ہی نہیں فرمایا۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں۔

و احسن منک لم تر قطّ عینی

وأ جمل منک لم تلد النسّاء

خلقت مبرأ من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاءُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر میری آنکھ نے کوئی حسین نہیں دیکھا اور کسی ماں نے آپ سے جمیل جنا ہی نہیں آپؐ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا۔ گویا ایسے لگتا ہے۔

جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوتا ہے انہیں اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی سرشاری عطاء فرماتا ہے پھر وہ انہیں کی یادؔ لگن اور دھن میں رہتے ہیں پھر آپ کی طرف نسبت رکھنے والی ہر شئے انہیں ہر ایک سے بڑھ کر عزیز ہو جاتی ہے انہیں جیسے آپ کی ذاتِ اقدس سے پیار ہوتا ہے وہ آپ کے شہر سے بھی پیار کرتے ہیں۔ یہاں انہیں آپ کے معمولات محبوب ہوتے ہیں وہاں انہیں آپ کا لباس بھی محبوب ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ سن کر دلوں کو مطمئن کرتے ہیں وہاں پر آپ کی طرف سے منسوب چیز کی یادوں سے دل بہلاتے ہوئے نظر آئے کسی نے خوب کہا۔

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے

جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

ان اشیاء مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مقدس بھی ہیں۔ جنہیں آپ کے قدموں کو چومنا نصیبؔ ہوا۔ ہمیشہ سے امت اس کی

خدمت کر رہی ہے۔ بعض صحابہ کو انہیں اٹھانے کا شرف ملا۔ مثلاً حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اٹھایا بھی کرتے جب کہ بعض اوقات پہنایا بھی کرتے حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعلین مقدس گانٹھنے کا شرف حاصل ہوا بعد میں امت نے اس کے عکس اور تصویر کی خدمت کی امام یوسف اسماعیل نبہانی فرمایا کرتے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعلین کی خدمت کی ہمیں وہ تو حاصل نہ ہوئے لیکن ہمیں اس کے عکس کی خدمت کا شرف مل گیا۔

متعدد اہل علم نے اس موضوع پر کام کیا سب سے بڑا کام امام تلمسانی کا ہے جس کے ترجمے کا شرف مفتی محمد خان قادری اور مولانا محمد عباس رضوی کو ملا۔ انہوں نے یہ قیمتی کتاب اردو میں ڈھال کر امت پر احسان کیا آج اسے اگر مستفید ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ مصنف وانہیں دنیا وآخرت میں جزاء دے۔ ہمارے عزیز محمد طفیل مدنی نے اس کی اشاعت کر کے خدمت سرانجام دی جوان کی محبت عملی ثبوت ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔

آخر میں دعاء ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیاں وآخرت میں اس کا سایہ نصیب فرمائے۔

سر پر رکھنے کو جو مل جائے نعلِ پاکِ حضورؐ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

فقیر محبوب الرحمٰن نقشبندی مجددی
عیدگاہ شریف راولپنڈی

تقریظ

حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ عبدالواحد القادری المدنی نقشبندی چشتی صابری

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ وَالسلام علی حبیبہِ و نور عرشه و زینة فرشه سیدنا و نبیک حبیبک وَ رسولک و مولانا محمد واله وازواجه واصحابه ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین اللهم صلی وسلم وَ بارک علی سیدنا و مولانا محمدٍ وَّ علی ال سیدنا و مولانا محمد منبع اسرار القرآن و مخزن نکات معطعات السُّورِ و صاحب المعجزات و المطلوب من الکونین وَ المقصود مِن الدارین و صلی اللّٰه علیه وآله وسلم اما بعد خوش بخت نیک طینت مترجمین و ناشرین —

اس کتاب مستطاب کے مؤلف حضرت امام الجلیل احمد المقری تلمسانی رحمتہ اللہ علیہ اور اس کتاب مبارک کا اردو متراجم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان صاحب قادری و مولانا محمد عباس رضوی دامت برکاتکم العالیہ الی یوم یبقعون۔ اس کتاب مبارک کی نشرواشاعت کی سعادت عاشق رسول محبّ اہل بیت جاں نثار اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مکرمی جناب الحاج محمد طفیل بھٹی مدنی صاحب کے مقدر میں رب تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اب تیسری مرتبہ کی اشاعت کرنے میں ان مخلصین ومحبین و عاشقان آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور تمام قارئین حضرات کی خدمت میں درخواست

کرونگا کہ اس نایاب کتاب کو بارسوم منظر عام پر لانے والے اور اس میں کوشش کرنے والوں کے حق میں دعا خیر لازماً یاد فرمائیں کہ ان حضرات نے پرفتن دور میں جوکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر معجزہ اور عطا و الطاف برامت (معاندین اپنے عناد حسد وبغض میں جومستغرق ہیں جوکہ تادم زیست ان لوگوں کو بھی نارحسد سے التوانہیں) ان حضرات نے اپنا سرمایہ کثیر خرچ کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نعلین پاک کے عنایات و فیوض وبرکات سے عوام کو مستفیض ہونے کے لیے جو قدم اٹھایا ہے رب تعالیٰ ان حضرات کے رزق و مال و جان اولاد میں برکت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ جن میں خصوصی الحاج محمد طفیل مدنی بھٹی اور جانثار و عاشق رسول جناب ڈاکٹر منیر احمد صاحب و برخوردار وحیدالدین شیخ اور محبّ رسول الحاج جناب وسیم الدین احمد شیخ قابل ذکر ہیں۔ ربِ کریم جل وعلی مجدہ کی بارگاہ میں ملتجی ہوں کہ آقاؐ دو عالم نور مجسم سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان حضرات کو دائمی وابستگی عشق ومحبت ونسبت مستحکم اور حلقہ غلامی عطا فرمائیں اورعلم وعمل مال وجان میں افزوں تر ترقی و کامرانی مقدور ہو۔ بالخصوص ہمارے محسن وغمگسار سید آل رسول حضرت مکرم ومعظم سید جلال الدین پادشاہ صاحب مدظلہ جنہوں نے اس کتاب مستطاب کی تدوین کے لیے اور مقدمہ تحریر فرمانے میں بے مثال قربانی دی ہے۔

یہ کتاب مستطاب اہل ایمان و صاحب عرفان حضرات کے لیے باعث نجات و راحت وتسکین قلبی کا باعث ہے جوکہ دنیا وآخرت کا بے

اندازہ ذخیرہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت میں سرتاپا میں ایسا گم ہو جانا نصیب ہوتا ہے کہ اپنی خبر تک نہیں رہتی۔ تصور حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنا حسین وجمیل ہے تصور حبیب کم نہیں وصل حبیب سے کہ اس کو (یہ سب عاجز احقرا لعباد عبدالمصطفیٰ محمد عبدالواحد قادری مدنی نقشبندی چشتی) جن الفاظ معدن علم و کان مخزن کے قالب میں پرونا چاہتا ہے اور وسعت قلب میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہے قاصر ہوں۔ بمقامے کہ نشان کف پائے مقدس تو بود۔ سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود۔ حضرت قبلہ سید جلال الدین شاہ صاحب نے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (اہل بیت سے ہیں) خصائص و معجزات اور رسول معظم نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و برکات اپنے مخصوص دلکش اور اچھوتے انداز میں تحریر فرمائے ہیں کہ ہر کم پڑھا ہوا آدمی بھی اس سے مستفیض ہوسکتا ہے۔ فقیر دعاگو ہے کہ مولائے کریم جل شانہ وعزبرہانہ ان حضرات کو اپنی خصوصی عنایات سے بہرہ ور فرمائیں اور جملہ مسلمانانِ امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی سعادت عطا فرمائیں

ابن دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد بجاہ النبی المحبیب الکریم
الرؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم وعلی الہ و اصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

جنوری ۱۹۹۴ء کی بات ہے کہ بندہ اپنے مرکز جامع رحمانیہ شادمان میں کام میں مشغول تھا تو اچانک عشاء کی نماز کے بعد علامہ غلام حیدر خادمی مدظلہ سیالکوٹ سے تشریف لائے۔ ان کے ساتھ ایک نوجوان عالم دین بھی تھے جنہیں میں جانتا نہیں تھا۔ محترم خادمی صاحب نے تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ یہ قاری شاہد جمیل اویسی سربراہ جامعہ اویسیہ گوہریہ سیالکوٹ ہیں۔ ماشاء اللہ باہمت نوجوان ہیں خوب محنت سے دین کی خدمت کررہے ہیں۔ ان کے ساتھ سیالکوٹ میں نوجوانوں کا ایک خاصا حلقہ ہے۔ انہوں نے ایک تنظیم بھی قائم کررکھی ہے جس کا نام کاروانِ اویسیہ ہے۔ اس تنظیم نے سیالکوٹ میں پہلی مرتبہ دورہ تفسیر القرآن کا پروگرام تشکیل دیا ہے۔ مختلف علماءِ کرام سے رابطہ کے لیے لاہور آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کے پاس بھی آنا ہوا ہے۔ موصوف نے بات بڑھاتے ہوئے یہ بھی کہا کہ چونکہ یہ سارا پروگرام نوجوانوں نے تشکیل دیا ہے اس لیے ان کی حوصلہ افزائی نہایت ہی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں قاری صاحب کے ساتھ آیا ہوں۔ آپ خود بھی وقت دیں اور کسی اور صاحب سے رابطہ بھی کریں۔ یہ نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ جذبہ تھا اس لیے انکار کی گنجائش ہی نہ تھی---- محترم قاری شاہد جمیل صاحب سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ حسب وعدہ ۳۱ جنوری بروز پیر سیالکوٹ حاضر ہوا۔ چونکہ میں نے دو دن لیکچر دینا تھا اس لیے رات قاری صاحب کے ہاں قیام رہا۔ ان سے مختلف موضوعات اور شخصیات پر گفتگو ہوئی۔

خواجہ گوہر الدین احمد اویسیؒ کا تذکرہ:

محترم قاری صاحب نے دورانِ گفتگو بتایا کہ ضلع گجرات میں ایک دیہات ہے۔ جس کا نام جینڈڑ ہے۔ وہاں ایک ایسے بزرگ ہوئے ہیں جن کی خدمت اقدس میں علامہ عبدالغفور ہزارویؒ جیسی شخصیات حاضر ہوا کرتی تھیں۔ ان کا اسم گرامی خواجہ گوہر الدین احمد اویسیؒ ہے۔ انہوں نے وہاں ایک بہت بڑا دینی مدرسہ قائم کررکھا تھا جہاں علامہ محبّ النبی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر جید علماء تعلیم دیتے تھے۔ مدرسہ میں خواجہ صاحب کی قائم کردہ ایک لائبریری بھی ہے جس میں متعدد نایاب کتب موجود ہیں۔

خواجہ صاحبؒ کے ملفوظات:

قاری صاحب نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات عالیہ بھی ہمیں سنائے جو نہایت ہی دلچسپ، سبق آموز اور دین کی حقیقی تعلیمات پر مبنی تھے۔ ان میں سے تبرکاً ایک قارئین کی نذر کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ آپ امّی تھے۔

----- علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کے لیے گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے حرم کعبہ میں کثرت کے ساتھ درود شریف اور حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا تذکرہ کیا اور جب ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو وہاں ذکر الٰہی کثرت کے ساتھ کیا۔ ہم نے عرض کیا کہ لوگ تو اس کا عکس کرتے ہیں آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا:

"یہ دونوں ذاتیں ایک دوسرے کا ذکر سن کر خوش ہوتی ہیں اس لیے میں نے حرم کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کیا تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہو اور حرمِ نبوی میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کیا تاکہ محبوبِ خدا خوش ہوں۔"

میں نے جب یہ بات سنی تو تڑپ اٹھا کہ ہمارے ہاں معاملہ تو اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ذکر کے درمیان تضاد و تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کاش یہ بات امت کی سمجھ میں آجائے کہ ان دونوں کے درمیان پیار اس درجہ کا ہے کہ ایک کے ذکر پر دوسرا خوش ہوتا ہے۔

حاضری کا پروگرام:

اس رات یہ بھی پتہ چلا کہ خواجہ صاحب نے اس علاقے میں مختلف انبیا علیہم السلام کے مبارک مزارات کی بھی نشاندہی فرمائی اور وہاں مزارات بھی تعمیر کروائے کچھ لوگوں نے اعتراض اٹھایا تو آپ نے باقاعدہ ان کا شجرہ نسب بھی بیان کیا جو کتب تاریخ کے مطابق تھا۔

ہم نے قاری صاحب سے اسی نشست میں طے کر لیا کہ اگلی دفعہ دن کو کلاس سے فارغ ہوتے ہی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضری دیں گے۔ استاذالعلماء علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی مدظلہ اور علامہ محمد عباس رضوی بھی وہاں لیکچر دینے تشریف لے جاتے تھے۔ طے یہ ہوا کہ ان کی معیت میں حاضری ہوگی۔

پروگرام کے مطابق اگلے پیر، کلاس سے فارغ ہونے کے بعد مولانا محمد عباس رضوی، قاری شاہد جمیل، قاری محمد یونس اور راقم جیندڑ روانہ ہوئے۔ استاذی المکرّم قبلہ شرف صاحب مدظلہ مصروفیت کی وجہ سے تشریف نہ لیجا سکے۔

حضرت طانوخ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری:

راستے میں مین سے تھوڑا سا ہٹ کر بمقام چک جانی میں حضرت طانوخ علیہ السلام کا مزار ہے۔ وہاں حاضر ہوئے۔ اللہ کے نبی کے قدموں میں کھڑے ہو کر سکون واطمینان پایا۔ وہاں بھی خواجہ صاحب نے خوبصورت مسجد اور متعدد کمرے بنوائے ہوئے ہیں تاکہ حاضرین و زائرین وہاں قیام کر سکیں۔

حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کا مزار مقدس چونکہ کافی دور تھا اس لیے وہاں حاضری نہ ہو سکی۔

الحاج خواجہ میاں محمد یوسف گوہر مدظلہ ' سے ملاقات :

ہم عصر کے وقت جینڈڑ شریف پہنچے۔ خواجہ صاحب قبلہ کی مسجد میں نمازِ عصر ادا کی۔ نہایت خوبصورت اور کشادہ مسجد ہے۔ مسجد کے اردگرد دونوں طرف طلبہ کے لیے کمروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ نماز کے بعد خواجہ صاحب کے پوتے اور سجادہ نشین محترم الحاج خواجہ محمد یوسف گوہر مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ نہایت ہی پرتپاک انداز میں انہوں نے ہمارا استقبال کیا۔ تھوڑی دیر ان کے ساتھ صحبت رہی جس میں انہوں نے تصنع اور بناوٹ سے بالاتر ہو کر فرمایا ہمارے پاس جو بھی آتا ہے ہم اُسے یہی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں صاحب مزار کے پاس جاؤ وہ تمہیں خالی واپس نہیں کریں گے۔

اویس وقت کی بارگاہ میں حاضری :

عشاء کے بعد سیالکوٹ میں سوال و جواب کی نشست کی وجہ سے جلد ہی واپس آنا تھا اس لیے طے یہ ہوا کہ مغرب سے پہلے پہلے حاضری دی جائے۔ ہم اویس وقت خواجہ گوہرالدین احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری کے لیے حاضر ہوئے۔ قاری محمد یونس نے نعت کے چند اشعار وہاں سنائے۔

مصطفیٰ نظرِ کرم فرمائیں گے — ایک دن ہم بھی مدینے جائینگے
سبز گنبد پر نظر جب جائے گی — کام سب بگڑے ہوئے بن جائینگے
گنبد خضرا سے ٹھنڈک پائیں گے — ہم بھی اس کے سائے میں سو جائینگے

حاضری کے وقت ساتھیوں کی جو کیفیت ہوئی وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ اسی کیفیت میں مزار سے متصل مسجد میں رب کریم کے حضور نمازِ مغرب ادا کی جس سے لطف ولذت اور ذہنی آسودگی حاصل ہوئی۔

اگرچہ لائٹ نہیں مگر لائبریری ضرور دیکھنی ہے :

جیسے ہی ہم نے نمازِ مغرب ادا کی لائٹ چلی گئی۔ واپس آئے تو شاہانہ چائے کا انتظام کردیا گیا تھا۔ محترم سجادہ نشین صاحب ہمیں چائے بھی پیش فرما رہے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ صاحب مزار نے آپ کو کیا دیا ہے ؟ ہم خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق وکرم سے چونکہ بندہ اور مولانا محمد عباس رضوی صاحب کو کتب کا خوب شوق ہے اس لیے ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ لائٹ نہیں مگر لائبریری ضرور دیکھنی ہے اس لیے آپ موم بتی یا ٹارچ کا انتظام فرمائیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا لائبریری میں کتب کافی تھیں کچھ لوگ لے گئے اور انہوں نے واپس نہیں کیں۔

ہم لائبریری میں داخل ہوئے لیکن کم روشنی کی وجہ سے تمام کتب پر نظر ڈالنا دشوار تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ سامنے دیوار پر کچھ کتب کی فہرست چسپاں ہے آپ اسے دیکھ لیں وہاں سے نام آپ بتائیں ہم کوشش کرکے کتاب ڈھونڈ لیں گے۔

فہرست کتب میں دو نئے نام :

ہم نے فہرست کو دیکھنا شروع کیا تو اس میں دو نام نئے سامنے آئے۔ ایک فتح المتعال' دوسرا مجموعۃ الرسائل الثمانی۔ دیر بھی ہو رہی تھی۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ دونوں کتب ہمیں دکھائیں۔ لائبریرین نے دونوں کتب ڈھونڈ نکالیں جیسے ہی کتب کو کھولا اور دیکھا تو دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مقدس کے موضوع پر تھیں۔

پہلی کتاب امام احمد بن محمد المقری المغربی المالکی کی "فتح المتعال فی مدح النعال" تھی جبکہ دوسری کتاب علامہ عبدالحئی لکھنوی کے ان آٹھ قیمتی رسائل پر مشتمل تھی۔

۱۔ التحقیق المجیب فی التثویب (اذان کے بعد جماعت کے لیے اطلاع دینا)

۲۔ افادة الخیرفی الاستیاك بسواك الغیر (دوسرے کی مسواک کا استعمال جائز ہے یا ناجائز)

۳۔ تدویر الفلك فی حصول الجماعة بالجن والملك (جن اور فرشتہ کے ساتھ جماعت کا بیان)

۴۔ جمع الغرفی رد نثرالدرر (معجزۂ شق القمر کا ثبوت)

۵۔ حسرة العالم بوفات مرجع العالم (اپنے والد گرامی علامہ عبدالحلیم لکھنوی کے حالات)

۶۔ تحفة الاخیارفی احیاء سنة الابرار (تعریف سنت کے بارے میں)

۷۔ احکام القنطرة فی احکام البسملہ (بسم اللہ سے متعلق مسائل کا بیان)

۸۔ غایة المقال فیما یتعلق بالنعال (نعل سے متعلقہ مسائل کا مجموعہ)

یہ رسالہ ۱۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے ۱۹ صفحات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مقدس کے بارے میں ہیں۔

ہمیں یہ عظیم تحفہ دیا ہے :

ان کتب کی زیارت پر دل باغ باغ ہو گیا بلاشبہ یہ تحفہ ہمارے لیے دنیا و مافیھا سے بہتر تھا۔ اس وقت ہم نے خواجہ محمد یوسف گوہر صاحب سے عرض کیا---کہ حضرت' صاحب مزار نے ہمیں یہ عظیم تحفہ دیا ہے۔ اور اس طرف متوجہ کیا ہے کہ آپؐ کے نعلین کے سایہ رحمت میں زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو۔ قاری شاہد جمیل صاحب کا وسیلہ ہمیں حاصل تھا جس کی وجہ سے دونوں کتب ہمیں دے دی گئیں۔ حسب وعدہ دونوں کتب--- فوٹو کاپی کے بعد واپس کر دی گئیں۔ اس کے بعد رابطہ اتنا مستحکم ہوا کہ قاری نے دوبارہ دونوں کتب ہمیں بھجواتے ہوئے کہا کہ جب تک ان کے تراجم آپ شائع نہیں کر لیتے کتب اپنے پاس ہی رکھیں۔

یاد رہے اس نسخہ میں متعدد جگہ پر اوراق نہیں تھے۔ حافظ محمد اشفاق جلالی اور مولانا محمد فضل حنان سعیدی استاذ جامعہ اسلامیہ لاہور

نے پنجاب یونیورسٹی کے نسخہ سے اس کمی کو پورا کردیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

دورانِ سفر ہم نے یہ طے کر لیا کہ "فتح المتعال فی مدح النعال" کا ترجمہ کر کے اسے شائع کیا جائے گا۔ اور ہم دونوں--- علامہ محمد عباس رضوی اور راقم الحروف--- اس کا ترجمہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ہمیں کامیابی عطا فرمائی۔

کچھ ترجمہ کے بارے میں :

۱۔ مصنف نے باب اول کی تمام احادیث اپنی مکمل سند کے ساتھ بیان کی تھیں ہم نے ترجمہ میں سند کو حذف کردیا ہے۔

۲۔ مصنف عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ پایہ ادیب بھی ہیں وہ اپنے مدعا کے بیان کے لیے ایک ہی مقام پر جن مختلف الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں ان میں سے ہر لفظ کا متبادل اور مترادف تلاش کرلینا ہمارے بس کی بات نہیں اس لیے وہاں الفاظ کے لفظی ترجمہ کے بجائے مقصود ومفہوم واضح کردیا گیا ہے۔

۳۔ مصنف نے نعلین مقدس کے چھ نقوش دیے تھے ان میں سے تین جنیدڑ والے نسخہ میں محفوظ تھے تین کہیں گم ہوگئے، پنجاب یونیورسٹی والے نسخہ میں جلد ساز نے تمام کے تمام کاٹ دیے ہیں۔ دو نقوش اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے محترم محمد عمر حیات قادری امیر عالمی دعوتِ اسلامیہ پنجاب اور محترم اشرف جلال چیف لائبریرین کے ذریعے دستیاب ہوئے۔ چھٹے نقش کی تلاش جاری ہے۔

۴۔ تیسرے باب میں مصنف نے نعلین مبارکہ پر لکھے گئے قصائد اور اپنی تضمینات جمع کی ہیں۔ ہم نے ان میں تقریباً ۱۰۰ اشعار کا ترجمہ کیا ہے۔

۵۔ کتاب پر اہل علم نے بڑی تفصیلی تقاریظ تحریر کی ہیں۔ ہم نے انہیں اختصاراً ذکر کیا ہے۔

اشاعت کا انتظام :

اس عظیم کتاب کے بارے میں جب دوستوں نے سنا تو وہ نہایت ہی خوش ہوئے۔ محترم الحاج عبدالرشید فاروقی کے ذریعے محترم الحاج محمد طفیل مدنی کو جب پتہ چلا تو انہوں نے مجھے فون کیا اور پوچھا' سنا ہے آپ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کے موضوع پر کتاب آئی ہے اور آپ اس کے ترجمے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے صحیح سنا ہے تو انہوں نے اسی وقت کہہ دیا کہ یہ کتاب میں شائع کروں گا خواہ اس پر کتنا ہی خرچ کیوں نہ ہو۔ فی الفور انہوں نے فوٹوسٹیٹ کے لیے بھی ہدیہ بھیج دیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اس مبارک کتاب کی اشاعت کا ترجمہ سے پہلے ہی انتظام فرمادیا۔

ہدیہ تشکر و امتنان :

یہاں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مقدس کی خدمت کی توفیق بخشی وہاں ہم محترم خواجہ محمد یوسف گوہر اور محترم قاری محمد شاہد جمیل کے کتاب مہیا کرنے اور محترم الحاج محمد طفیل مدنی کے انتظام اشاعت پر شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا وآخرت کی بھلائی عطا فرمائے۔

(آمین)

مفتی محمد خاں قادری

نعلین شریفین کی نسبت اور ان کے مناقب و برکات

پروردۂ نعلین ابوالقاسم سید جلال الدین قادری الجیلانی جمال پادشاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الْحَمْدُ للهِ رَبِّ العالَمِيْن والصَّلوةُ والسَّلامُ عَلَى سيِّدِ الأنبياء والمرسَلِيْن سيِّدنَا ومَوْلانا محمدٍ صَاحبُ التَاجِ والمِعْرَاجِ والمَقَامِ المحمودِ والحَوْضِ المَوْرُوْدِ وعَلَى آلِهِ الطَّيبينَ الطَّاهرينْ، اللَّهُم صلِ على سيِّدنَا و مَوْلانَا محمدٍ صَاحِبُ المُعْجزَاتِ البيِّنَاتِ الذي قد أثرت قدمه في الصخر ولم تؤثر في الرمل وعَلَى وَارثِ كَمَالِه أبي محمدٍ سَيِّدِى عَبْدِالْقَادِرِ الْجِيْلانى صَاحِب كَلامِ الالهَامِ يَقُوْل۔

وكُلٌ وَلِىٌّ لَّه قَدَمٌ وَّ اِنِّىْ عَلى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَال، ﷺ

ہر ایک ولی کے لئے ایک قدم یعنی مشرب ہے اور میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کامل ہیں۔

اس کم علم و بے بضاعت سے خواہش کی گئی ہے کہ ایک عظیم کتاب "فتح المتعال فی مدح النعال" کے اردو ترجمہ نعلین حضور ﷺ کا مقدمہ لکھوں۔ بقول مولانا محمد شہزاد مجددی کے :

میں جو ہوں میرے آقا جانتے ہیں ۔۔۔ نہیں ہوں وہ جو سمجھا جا رہا ہے

مجھے اپنی علمی کم مائیگی کا پورا اعتراف ہے اور ربِ علیم وقدیر سے بوسیلۂ نعلینِ

حضور ﷺ دست بہ دعا ہوں۔ اللّٰھم أنت تعلم أنّی بجھالۃ معروفٌ و أنت بالعلم موصوفٌ وَقَدْ وسِعَتْ کلّ شیءٍ مِنْ جَھالَۃٍ مِنْ عِلْمِك الوسیع اسئَلُكَ ان تَرزقنی العِلم و العِرْفَان برَحْمَتك یا وھَّابُ یا عَلِیمُ یا قَدِیْر۔ غلامانِ رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہے، عشاق کے لئے یہ کتاب حرز جان ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ رحمت عالمیان ﷺ کے مقام کا ادراک کلام اور حجتوں سے نہیں بلکہ عشاق واہلِ حال کی محبت اور بصیرت سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ **خوش بخت مترجمین وناشرین**: اس کتاب کے مؤلف امام الجلیل احمد المقری تلمسانی متوفی جمادی الآخر ۱۰۴۱ھ ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ "فضائل نعلین حضور ﷺ" مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب و مولانا محمد عباس رضوی ابقاھما اللہ لِخِدْمَۃِ الدین الحنیف ونفعنابھما وبعلومھما نے فرمایا۔ آمین

اس کتاب کی نشر و اشاعت کی سعادت محبِّ سادات حاجی محمد طفیل بھٹی صاحب کے حصہ میں آئی۔ اس نایاب کتاب کے ترجمے کی پہلی اشاعت ۱۹۹۵ اور دوسری اشاعت ۱۹۹۷ میں ہوئی۔ اس کتاب کی تیسری مرتبہ اشاعت کے لئے معاونت کرنے والے تمام حضرات قابل مبارکباد ہیں جو ایسی نایاب کتاب کو منظر عام پر لا کر عشق رسول ﷺ سے قارئین کے دلوں کو منور کرنے کا سبب بنے، جن میں خصوصاً حاجی محمد طفیل بھٹی صاحب ڈاکٹر منیر احمد صاحب، وحید الدین شیخ صاحب اور وسیم الدین احمد شیخ صاحب قابل ذکر ہیں۔ رب کریم ان حضرات کی حضور ﷺ سے وابستگی، نسبتِ غلامی، علم و عمل، مال و منال میں یوماً فیوماً ترقی عطا فرمائے۔ آمین

بمقامے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحبِ نظراں خواہد بود
تیرے سجدے سے جھکی سارے رسولوں کی جبیں
سب نے اللہ کو مانا تیری دیکھا دیکھی
نہ تھے سحر کے حسین نظارے نہ چاند سورج نہ یہ ستارے
میں نقش پائے نبیؐ کے قرباں اسی کی ساری یہ روشنی ہے
آپ کے نقش پا پہ ہوں قرباں آپ کی رہگزار کے صدقے
جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں خراماں خراماں ارم دیکھتے ہیں
سینے پہ رکھ دو ذرا وہ کفِ پا چاند سا
دل کرو ٹھنڈا میرا تم پہ کروڑوں درود

میرے لئے یہ بڑی سعادت ہے کہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم و دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقدس قدموں کے فضائل اور ان سے نسبت کی برکات، نعلین پاک اور اس کی تماثیل پر چند حقائق اور روایات قارئین کو پیش کر کے عزت و شرف حاصل کروں۔ کسی کی عزت ذاتی نہیں۔ جو حضور ﷺ کو پیارا ہے 'عزیز' ہے جو حضور ﷺ کے ہاں مردود ہے۔ ذلیل ہے۔ ﴿وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ ...الخ﴾ (سورہ المنافقون: ۸)

جو ہو محبوب اُس در کا، وہ محبوب الٰہی ہے
جو ہو مردُود اُس در کا، وہ مردُودِ خدا ٹھہرے
قدم بوسی سے تیری خاک کو رتبہ ہوا حاصل
رہا باقی فلک کو پینا اپنے مقدر کا

نہ اس میں کچھ شرافت ہے نہ اس کی کچھ کرامت ہے
یہ صدقہ آپ کے پا کا وہ صدقہ آپ کے سر کا

☆ **حضور ﷺ کے قدموں میں حشر برپا ہوگا**: حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اِنَّ لِیْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَا اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔ (بخاری شریف۔ کتاب التفسیر)

"میرے کتنے ہی نام ہیں۔ میں محمد اور احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ ساری نسلِ آدمیت میرے قدموں میں اکٹھی ہوگی۔ اور میں سب سے آخر میں آنے والا ہوں جس کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔" یہ حدیث "مسلم شریف" میں بھی ہے۔

ہو نہ تنہا روزِ محشر ساتھ ہوں محبوب داور
سر پہ ہو زہرہؓ کی چادر اور ہوں شبیرؓ و شبرؓ
عجب تماشا ہو میدان حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیش خدا اور میں روبرو رسول ﷺ

☆ **صاحب النعلین مبارک**: آپ کے اسماء حسنٰی میں ایک نام مبارک صاحب النعلین بھی ہے اور نعلین مبارک سے محبت آپ ﷺ سے محبت کا ایک حصہ ہے۔ نعل کا استعمال عاداتِ عرب سے ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کے پاس نعلین کا ایک جوڑا اور خف (جلد کے موزے) کے چار جوڑے تھے، کبھی نعلین کے ساتھ چلتے اور کبھی تواضعاً ننگے پاؤں چلتے، کبھی انہیں اپنے بائیں ہاتھ میں

اٹھایا کبھی آپ کے خادم صاحب سواد رسول اللہ ﷺ (پیغمبر خدا کے میر ساماں) ابن مسعودؓ جب آپ نعلین اتارتے تو انہیں اپنے ہاتھ میں لے لیتے اور پہننے کے وقت حضور ﷺ کو پیش کرتے، ہمیشہ آپ ﷺ داہنے سے شروع کرتے اور بائیں سے اتارتے۔

تیرا کفش پا، یوں سنوارا کروں
کہ پلکوں سے اس کو بہارا کروں

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: جو کوئی جوتی داہنے سے پہننے کی پابندی کرے گا وہ دردِ تلی سے محفوظ رہے گا۔ ان کے علاوہ کسی بزرگ کا قول ہے: اگر کوئی سورۂ ممتحنہ لکھے اور درد تلی میں مبتلا مریض اس کا پانی پی لے تو اسے اللہ کے حکم سے شفا مل جائے۔ (سعادۃ الدارین)

☆ حنابلہ اور دیگر فقہاء اہل سنت وجماعت، قرآن پاک کے غلاف کو چومنا جائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ اسے قرآن پاک کے اتصال کا شرف حاصل ہے، اسی طرح تماثیل نعلین پاک کو محبت اور تبرک کے طور پر بوسہ لینا باعث صد برکات وفضیلت ہے۔

وَمَا حُبُّ النِّعَالِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ لَبِسَ النِّعَالَا

نعالِ مبارکہ کی محبت نے میرے دل کو وارفتہ نہیں کیا، بلکہ انہیں پہننے والی ہستی کی محبت نے مجھے خودرفتہ کردیا ہے۔

وہ جن کو چوم کر ذرہ بھی رشکِ ماہ و انجم ہو
انہی قدموں سے اے صلِ علیٰ وابستگی دے دو

☆ **ہر ایک عمل سرکاری ہے:** انبیاء کرام کی ہر چیز رب کی تجویز ہے۔ توان کی کسی چیز پر اعتراض رب پر اعتراض ہے جیسے سرکاری ملازم کے لباس یا یونیفارم پر اعتراض حکومت پر اعتراض ہے۔ کہ یہ چیزیں حکومت کی جانب سے چنی گئی ہیں۔ اسی لئے فقہائے کرام نے انبیاء کرام کے نعلینِ شریفین کی بھی توہین کو کفر بتلایا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے قدموں کے تصرفات' قرآن واحادیث کی روشنی میں:

☆ **قدم نبوت:** حضرت عبداللہ بن بریدہؓ سے منقول ہے کہ فرمایا: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنُ الْبَشَرِ قَدَمًا رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ۔ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کی ظاہری شکل بہت حسین تھی۔

مفلسو! اُن کی گلی میں جا پڑو
باغِ خلد' اِکرام ہو ہی جائے گا

☆ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ "حضور ﷺ قدم مبارک بھاری تھے"۔ (متفق علیہ) "مسلم شریف" میں ہے کہ آپ مَنْهُوْسُ الْعَقَبَيْنِ "آپ پتلی ایڑیوں والے تھے"۔ درحقیقت مصورِ حقیقی نے ایسی لازوال تصویر بنائی کہ جس کے کسی بھی پہلو کو ادھورا نہیں چھوڑا۔ بھاری قدم اور اس کی پتلی ایڑی بہت حسین سجائی دیتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کے پائے اقدس کو یہ حسن وجمال بھی عطا فرمایا۔

دب کے زیرپانہ گنجائش سمانے کی رہی
بن گیا جلوہ کفِ پا کا اُبھر کر ایڑیاں

☆ **قدم پاک کا معجزہ:** حضور ﷺ کے قدم پاک کا معجزہ کہ جب وہ مکہ میں تشریف لائےؐ۔ تو قرآن کریم نے اس خاک پاک کی قسم کھائی' جس پر وہ قدم پڑے۔ ﴿لا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ O وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ (سورہ البلد :۱'۲) اے محبوب ﷺ میں قسم نہیں اٹھاتا مگر اس شہر کی اور صرف اس لئے اٹھاتا ہوں کہ اس میں آپ مقیم ہیں۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا جو کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہرو کلام و بقا کی قسم
کھائی قرآن نے خاکِ گذر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

☆ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے "الْبَلَد" سے مراد مدینہ منورہ بھی لیا ہے۔ اس لئے کہ قسم اٹھانے کی بنیادی وجہ حضور ﷺ کا موجود ہونا ہے۔ حضور مکہ میں ہیں تو مکہ قسم اٹھانے کے قابل' حضور مدینہ طیبہ میں ہیں تو مدینہ طیبہ اس عظمت کا حامل بن جاتا ہے۔ عظمتیں تو حضور کے دم قدم سے ملتی ہیں۔ یہ دونوں مقام سرکار کی وجہ سے افضل قرار دیئے گئے۔

﴿أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً﴾ (سورہ النساء ۴ : ۹۷) کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی۔

﴿لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ (سورہ النحل :۴۱) ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيمَانَ﴾ (سور :الحشر :۹) جنہوں نے اس شہر (مدینہ) میں گھر بنا لیا ایمان کے ساتھ۔

ان تینوں آیات مبارکہ میں "أَرْضُ اللّٰه"، "حَسَنَةٌ" اور "الدَّارَ وَالإِيْمَانَ" سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (وفاء الوفا)

☆ حضور ﷺ کے قدوم مبارک کے نقوش کو کافر نہ دیکھ سکے :

ہجرت کے وقت جب آنحضرت ﷺ حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لے کر نکلے ' پاپیادہ تھے 'کفار نے بہت تلاش کیا' آپ ﷺ کے قدم مبارک کا نشان نہ ملا۔

حضور اکرم ﷺ اپنے رفیق سفر حضرت سیدنا صدیقؓ کے ساتھ غار میں تھے۔ حضرت صدیقؓ کو خدشہ ہوا کہ کہیں کفار پاؤں کے نشان سے حضور ﷺ کا پتہ نہ لگالیں' حضور ﷺ نے سیدنا صدیقؓ کو دلاسہ دلایا کہ ہم دو کے ساتھ اللہ تیسرا ہے۔ (بخاری شریف)

علامہ حافظ قسطلانی نے بھی مواہب اللدنیہ میں ثقات سے روایت کیا ہے۔ اور بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کیا ہے اور المرنجیٰ بالقبول میں لکھا ہے کہ اصحاب سیر نے اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ كثيرًا ماكان اذا مشى على الحجر يصير رطبًا له حتى غاصت قدماه فيه اکثر وقت ابتداء حالت میں آپ ﷺ ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تھے تو پتھر آپ کے قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور نشانِ قدم مبارک کے ہو جاتے تھے۔ امام اعظم حضرت نعمان بن ثابتؓ نے قصیدہ رحمۃ الرحمٰن میں فرمایا :

وَ كَذَاكَ لا اَثَرٌ لِمَشِيكَ فِى الثَّرى
واالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ به قَدَمَاكَ

آپ ﷺ کے پاؤں کا نشان زمین پر نہ لگا اور پتھر پر پایا گیا۔

☆ قرآن کریم نے حضور ﷺ و مجاہدین کے گھوڑوں کے ٹاپوں سے اڑنے والی گرد و غبار کی قسم اٹھائی ہے : ﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ○

فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ○ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا ○ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا﴾ (العادیات : ۱-۴) قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب وہ سینہ سے آواز نکالتے ہیں۔ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر۔ پھر اچانک حملہ کرتے ہیں صبح کے وقت۔ پھر اس سے گرد و غبار اڑاتے ہیں۔

حافظ ابو بکر ابن العربی احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔ "اقسم بمحمد صلى الله تعالى عليه و آله وسلم و قال يٰس والقرآن الحكيم و اَقْسَم بحياته، و قال لعمرك انهم لفى سكرتهم يعمهون واقسم بخيله و صهيلها و غبارها وقدح خوافرها النار من الحجر۔ (احکام القرآن) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات کی بھی قسم اٹھائی جیسے یٰس والقرآن الحکیم میں ہے۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کی بھی قسم اٹھائی جس طرح لعمرك الاية اور حضور ﷺ کے گھوڑوں کی' ان کے ہنہنانے کی' ان کی اڑائی ہوئی غبار کی اور ان کے سموں سے جو آگ نکلتی ہے اس کی بھی قسم اٹھائی۔

☆ حضور ﷺ کے وضو کا پانی موجب شفاء تھا : بخاری شریف کے باب الوضوء میں زید بن یزیدؓ کو ان کی خالہ بارگاہِ نبوت میں لے جاکر دعائے برکت کی خواستگار ہوئیں۔ البسآئِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبْتُ بِيْ خَالَتِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَجْعٌ فَمَسَحَ رَاْسِيْ وَدَعَالِيْ بِالْبَرْكَةِ ثُمَّ تَوَضَّاء فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئه ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِه فَنَظَرْتُ اِلَى خَاتِمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْه مِثْلَ زِرِّ الْحَجْلَة۔ (بخاری شریف۔ کتاب الوضوء) حضرت سائبؓ سے روایت ہے کہ میری خالہ جان مجھے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے

جا کر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ ﷺ! میرا بھانجا بیمار ہے آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔ پھر آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کی زیارت کی جو کبوتروں کے انڈے جیسی تھی۔

آب زمزم و کوثر پی کے میں نہ بھولوں گا
جو مزا ہے آقا کے پیر دھو کے پینے میں

☆ **فیضانِ نسبت**: جس جگہ اللہ کے بندے ہوں وہ جگہ ایسی حرمت والی ہو جاتی ہے کہ اس کی رب تعالیٰ کی قسم یاد کرتا ہے۔ طور سینا کو سیدنا موسیٰ کلیم اللہ سے نسبت ہے۔ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ۝ وَطُورِ سِينِينَ۝ وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ﴾ (سورہ التین: ۳۔۱) قسم ہے انجیر کی زیتون کی اور طور سینا پہاڑ کی اور اس امن والے شہر کی۔

☆ **مقبولانِ بارگاہ کی بستی اور ان کی عظمت**: حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی بستی جو کعبہ معظمہ کا شہر بہت حرمت والا اور عظمت والا ہے تو مدینۃ الرسول ﷺ کی عظمت کیا ہوگی؟ ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ (آل عمران: ۹۷) جو اس مکہ میں داخل ہو گیا امن والا ہو گیا' ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ﴾ (عنکبوت: ۶۷) کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرم شریف کو امن والا بنایا اور ان کے آس پاس کے لوگ لوٹ لئے جاتے ہیں کیا باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ معظمہ کی تعمیر

کی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن ناطق ہے۔ ﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ﴾ (سورہ آل عمران: ۹۷) اس (حرم کعبہ) میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں ابراہیم علیہ اسلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبۂ مقدسہ کی تعمیر کر رہے تھے اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے **قدم پاک** کے نشان ہو گئے تھے۔ اسی کو آیت کریمہ میں مقام ابراہیم کہا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ کھلی ہوئی نشانی ہے اور اب تک یہ موجود ہے۔ اس کے پاس آج بھی نماز و دعاء مقبول ہوتی ہے۔

طواف کرنے کو کعبہ بھی دوڑ کر آتا
عیاں جو نقش کف پائے مصطفیٰ ہوتا

☆ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں کے نشان کی بزرگی وعظمت پر رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (سورہ البقرہ: ۱۲۵) مقامِ ابراہیم کو سجدہ گاہ بناؤ۔ جس چیز پر عمل درآمد آج بھی جاری وساری ہے۔ یہاں اس حقیقت کا انکشاف بھی برملا ہے کہ جہاں مقام ابراہیم سجدہ گاہ بنی تو ابتداء افرینش ہی میں۔ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے نور کو بحکم رب تبارک و تعالیٰ' ملائکہ نے سجدۂ تعظیمی کیا جو حضرت آدم علیہ السلام کی جبین مبارک میں ضو فگن تھا۔

مقرب ہیں بے شک خلیل و نجی بھی — بڑی شان والے کلیم و مسیح بھی
لئے عرش نے جن کے قدموں کے بوسے — وہ امی لقب مصطفیٰ آگئے ہیں

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے تھے۔ پھر اس (گناہ) کا حکم پوچھنے کے لئے ایک راہب کے پاس آیا۔ پوچھا کہ "میری توبہ قبول ہوگی کہ

ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَّمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الاَنْبِيَآءِ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طُهُوْرًا وَّاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِي اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً وَّاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ۔ (بخاری شریف۔ کتاب الصلوٰۃ) یزید الفقیر نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینے کی مسافت تک کے رعب سے میری مدد فرمائی گئی اور زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا تاکہ میرے امتی کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہیں پڑھ لے اور میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا اور ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا جب کہ مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی ہے۔

☆ **حضور ﷺ باعثِ امنِ خلایق ہیں:** ﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ○ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (سورہ الانفال: ۳۲، ۳۳) کفار جب ڈھٹائی پر اتر آئے اور کھلم کھلا چیلنج بھی دیا کہ اے خدا! اگر یہ دین اور رسول حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا کر ہمیں ہلاک کر دے۔ اس کے باوجود بھی غضب الٰہی کو حرکت نہ ہوئی اور نیست و نابود نہ کیا گیا۔ ان کا دانستہ کفر پر اصرار اس امر کا مقتضی تھا کہ ان کی خواہش کے مطابق ان پر تباہ کن عذاب نازل کیا جاتا۔

لیکن اے میرے حبیب (ﷺ)! جب تک تیرا وجود سراپا رحمت ان میں موجود ہے ان پر عذاب نہیں اترے گا۔ انت فیھم نے عدو کو بھی دامنِ رحمت میں لے لیا۔ اہل دنیا کی بدعملیوں کی سزا موقوف بروقت دیگر ہے۔ پچھلے وقتوں کے مانند سور، بندر وغیرہ نہیں کئے جاتے۔ اگرچہ کیسے ہی سزاوار ہوں لیکن عذاب مسخ سے محفوظ ہیں۔ تاکہ حیات دنیا سے متمتع ہو لیں۔ میں نے تیرے سر پر رحمۃ للعالمینی کا تاج رکھا ہوا ہے۔ تیرے سایہ رحمت میں کفار اور عصیاں شعار سب کیلئے پناہ ہے۔ (روح المعانی) پس آیت مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آپ کے وجود باجود کے طفیل دنیا سے عذاب مسخ اٹھالیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو بظاہر موت ہوئی اور آپ کا جسد مبارک دنیا میں مدفون ہوا تاکہ قیامت تک باعث امن خلائق ہو، ورنہ آپ کو موت نہیں بلکہ آسمان پر اٹھالیا جانا تھا۔ کیونکہ آپ جامع فضائل انبیاء ہیں جن میں حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی ہیں جن کو آسمانوں میں زندہ اٹھالیا گیا۔ ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ (۴/۱۵۸) بلکہ اللہ نے اسے (عیسیٰ علیہ السلام) اپنی طرف اٹھالیا۔ ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ (۱۹/۵۷) اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان میں تیرے ایسے غلام موجود ہیں جو ہر وقت میری بارگاہ اقدس میں سرِ نیاز خم کر کے طلب مغفرت کر رہے ہیں۔ کیا شان ہے اللہ کے محبوب کی اور کیا عزت ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے نیکوکار بندوں کی کہ ان کی برکت سے کافر اور نافرمان بھی عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔

☆ **سیدھا راستہ:** اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کے نقش قدم کو ہی سیدھا راستہ قرار دیا۔ چنانچہ نماز کی ہر رکعت میں اس آیت کی تکرار ہوتی ہے۔ ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ○ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (سورہ الفاتحہ: ۵، ۶)

☆ **اللہ تعالیٰ کی نشانیاں** :﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (سورہ البقرہ : ۱۵۸) بیشک صفا و مروہ اللہ کے دین کی نشانیاں ہیں۔ اللہ کے محبوب بندے جن راہوں سے گزر جاتے ہیں وہ راہیں بھی مقدس و متبرک ہو جاتی ہیں۔ صفاء و مروہ پہاڑیوں کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام دوڑی تھیں۔ ان کے پائے مبارک کی برکت سے ان پہاڑیوں کی درمیانی زمین بھی ایسی برکت والی ہو گئی کہ بیت اللہ کا طواف کرنے والے اس کا بھی طواف کرنے لگے اور اس نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑیوں کو اپنی نشانیاں قرار دیا' حالانکہ یہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی نشانیاں ہیں۔ اوز اللہ نے ان نشانیوں کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا۔ ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ (سورہ حج : ۳۲) جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

☆ **ایوب علیہ السلام کے قدموں کے تصرفات** : حضرت ایوب علیہ السلام نے جب زمین پر پاؤں مارا تو پانی نکلا۔

﴿ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ﴾ (سورہ ص : ۴۲)

اپنا پاؤں زمین پر رگڑو جو پانی بہہ کر اس سے چشمہ نکلے گا اس کا پانی کچھ پی لو اور اس کے کچھ حصہ سے غسل کر لو۔ جس سے اندرونی بیرونی بیماریوں کی شفا ہو گی۔

☆ **قبولیت توبہ کی شرط** : جب بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہونے کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا کہ بیت المقدس کے دروازے میں سے سجدہ کرتے ہوئے گزرو اور گناہ کی معافی چاہو۔ بیت المقدس نبیوں کی بستی ہے۔ اس کی تعظیم کرائی گئی کہ سجدہ کرتے ہوئے جاؤ اور وہاں جاکر توبہ کرو۔ ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ

الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ﴾ (سورہ البقرہ : ۵۸) اور یاد کرو جب ہم نے کہا کہ گزرو تم اس بستی میں پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک خوب کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں۔ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیکی والوں کو اور زیادہ دیں گے۔

☆ حضرت عمرو بن عبد نہم اسلمی رضی اللہ عنہ حدیبیہ میں حضورِ اکرم ﷺ کو راستہ بتاتے جاتے تھے۔ یہ ثنیۃ الحظل پر جاکر ٹھہر گئے۔ اس پر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ثنیہ کی مثال اس دروازے کی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ اس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے گذرو۔ چنانچہ جو شخص آج راتوں رات اس ثنیہ سے باہر نکل جائے گا' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

☆ **سلیمان علیہ السلام کا واقعہ** :﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ﴾ (سورہ سبا : ۱۴) پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا' جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی۔ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ وفات بیان فرمایا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ آپ جنات سے مسجد بیت المقدس کی تعمیر کروا رہے تھے۔ ابھی تعمیر کا کچھ کام باقی تھا کہ آپ کا وقت آپہنچا۔ ملک الموت نے روح قبض کرنے کی آپ سے اجازت مانگی۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہیں۔ صرف مسجد کی تعمیر باقی ہے۔ جو کہ میرے والد ماجد حضرت سیدنا داود علیہ السلام کی دیرینہ آرزو ہے۔ میری وفات

کے بعد جنات سب بھاگ جائیں گے۔ اور کام باقی رہ جائے گا۔ رب نے فرمایا کہ آپ بے فکر رہیں ہم مسجد کی تکمیل کرالیں گے۔ چنانچہ حکم ہوا کہ آپ لاٹھی کی ٹیک پر کھڑے ہو کر نماز کی نیت باندھ دیں۔ چنانچہ آپ نے اس پر عمل کیا۔ اسی حالت میں آپ کی جان نکال لی گئی۔ آپ لاٹھی کے سہارے بعد وصال اسی طرح ایک سال کھڑے رہے۔ جنات آپ کو زندہ سمجھ کر مسجد کی تعمیر میں لگے رہے۔ جب لاٹھی کی جڑ دیمک نے کھالی۔ لاٹھی گری۔ جس کی وجہ سے آپ کا جسم شریف بھی زمین پر آرہا۔ پیغمبر کے جسم کو ان کے وصال کے بعد کیڑا نہیں کھاتا۔ دیمک نے آپ کی لاٹھی کھائی۔ **مگر آپ کا قدم شریف جو وہیں تھا نہ کھایا**۔ وہ پہچانتی تھی کہ نبی کا قدم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار إلی دار۔ اللہ کے نبی اور ولی مرے نہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہوئے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

☆ ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کی ہے: اِنَّ اللہَ حَرَّمَ علَی الارضِ اَنْ تأکُلَ اجسادَ الاَنْبِیَآءِ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کھائے۔

☆ بیہقی نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے: اِنَّ لُحُوْمَ الاَنْبیاء لاتُبْلِیْھا الارض ولا تأکُلھا السِّباع۔ بلا شبہ زمین انبیاء کرام کے گوشت (و پوست) گلا نہیں سکتی اور نہ ہی درندے اسے کھا سکتے ہیں۔

☆ **اللہ کی اونٹنی**: حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اللہ تعالیٰ نے ناقۃ اللہ (اللہ کی اونٹنی سورۃ اعراف: ۷۳) فرمایا اور اس کو ایذا دینے والی قوم ثمود کو جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے تباہ و برباد کردیا۔

☆ **خاکپائے مقربین کا کمال**: اہل ایمان تو ایمان کی دولت سے مالامال ہیں بعض مرتبہ کافروں نے بھی مقربین کے قدموں کی دھول سے فیض اٹھایا ہے جس واقعہ کو قرآن کریم نے نقل فرمایا ہے۔ سامری نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی ٹاپوں سے مس ہونے والی مٹی کو لے کر بے جان سونے کے بنائے گئے بچھڑے میں ڈالا جس سے بچھڑے میں حرکت پیدا ہوگئی۔

﴿قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا﴾ (طہ: ۹۶) اس نے جواب دیا کہ مجھے وہ چیز دکھائی دی جو انہیں دکھائی نہیں دی، تو میں نے (سامری) فرستادۂ الٰہی (جبرئیل) کے زیر قدم سے مٹھی بھر مٹی لی اسے اس میں ڈال دیا۔

تفاسیر میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرعون کے آگے آگے جارہے تھے جہاں ان کے گھوڑے کے سم پڑتے سبزہ اگ آتا، سامری سمجھ گیا کہ اس مٹی میں حیات بخشی کی تاثیر ہے اس نے ایک مٹھی مٹی لی اور چاندی سونے کا بچھڑا بنا کر اس کے منہ میں ڈال دی وہ بولنے لگا۔

جس گھوڑے کو جبرئیل علیہ السلام نے مس کیا، اس گھوڑے کے مس کرنے سے زمین میں جان آئی اور مٹی کے مس ہونے سے بچھڑے میں جان آئی۔

☆ **عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ**: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ٹھوکر سے مردوں کو قُم باذن اللہ کہہ کر زندہ فرمایا کرتے تھے۔ ﴿وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (آل عمران: ۴۹)

☆ **چاہ زمزم**: انبیاء ومرسلین علیہم السلام وصالحین اور مقربین کے قدموں کی بڑی برکات ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب اپنی ایڑیاں زمین پر

رگڑیں تو چاہِ زمزم کے ظہور کا سبب ہوا۔

☆ **جبل اُحد کا وجدان و جنبش** : ایک بار حضورِ انور ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے جلو میں کوہِ اُحد پر تشریف لے گئے۔ کوہِ اُحد جنبش کرنے لگا تو رحمتِ کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے اپنے پائے ناز سے اس کو ٹھوکر ماری اور ارشاد فرمایا۔ اُسْكُنْ يَا اُحَدُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلاَّ نَبِيٌّ وَصَدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ۔ فرمایا، ٹھہر جا، کیونکہ تیرے اوپر ایک نبیؐ، ایک صدیق اور دو شہید رونق افروز ہیں۔ (بخاری شریف، جلد ا، صفحہ ۵۲۳۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

☆ **ماؤں کے قدموں کی عظمت** : حدیث شریف میں ہے کہ "الجنّة تحت أقدام الامهات۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔" حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ رسول اکرم ﷺ کو بِابِي أنت و أمي (میرے ماں باپ آپ پر قربان) سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے نعلین پر ہمارے ماں باپ اور ہزار جنتیں قربان۔

زمانہ وہیں سر جھکاتا ہے محسن
جہاں میرے آقا کا نقش قدم ہے

☆ **عشاق کی عظمت** : عاشق رسول ﷺ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے بلالؓ میں نے جنت میں میرے

آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی۔ (بخاری شریف)

مجھے اپنی زیست پہ ناز ہے کہ قدم قدم پہ تو ساتھ ہے
تیر ہر کرم تیری ہر نظر میری زندگی کی بہار ہے

☆ **جبل احد حضور ﷺ کا محبوب** : ساری عبادات کا بدلہ جنت۔ مگر عشق پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ حضور ﷺ کی محبوبیت ہے۔ فرمایا کہ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ۔ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے تو ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو حضور کا محبوب ہوگا۔ وہ رب کا محبوب بن گیا۔ رب نے فرمایا ہے: ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران :۳۱) میری پیروی کرو تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

☆ **قیصر روم کی تمنا** : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ یہ حدیث مبارک بہت طویل ہے ابو سفیان بن حرب (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) تجارت کی غرض سے شام گئے تو وہاں انہیں قیصر روم نے مدعو کیا اور حضور ﷺ کے نسب، دعویٰ نبوت، متبعین، تعلیمات اور کردار وغیرہ کے بارے میں ابو سفیان سے سوالات کئے، مطلوبہ جوابات حاصل کرنے کے بعد قیصر روم نے حضور ﷺ کی ان تمام صفات عالیہ کی تصدیق کی اور نبوت کی نشانیاں قرار دیں، پھر کہا:

فَاِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُنْ اَظُنُّ اَنَّهٗ مِنْكُمْ فَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَائَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ۔

"اگر تو سچ کہتا ہے تو عنقریب وہ نبی اس جگہ (تخت قیصر) کا مالک ہو جائے گا۔ مجھے سابقہ کتابوں سے علم ہوا کہ وہ ظاہر ہونے والا ہے۔ البتہ یہ علم نہ تھا کہ وہ تم میں

سے ہوگا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں اس نبی تک پہنچ سکتا ہوں تو ضرور پہنچتا۔ اگر میں آپ کے پاس ہوتا تو آپ کے مبارک پاؤں دھوتا (یعنی خدمت کرتا)"۔ (بخاری شریف۔ کتاب الوحی)

رکھ دیئے سرکار کے قدموں پہ سلطانوں نے سر
سرورِ کون و مکاں کی سادگی اچھی لگی

☆ **خوش رفتار و پر وقار انداز رسول ﷺ**: حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ: حَتّٰی یُهَرْوِلُ الرَّجُلُ وَرَاءَهُ فَلَمْ یَدْرِکْهُ اگر کوئی شخص دوڑ کر بھی یہ چاہے کہ آپ تک پہنچ جائے تو نہ پہنچ سکتا تھا۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ص ۶۹۷)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہ دیکھا۔ حضور ﷺ محبوبِ کبریا جب چلتے تو قدم پاک کو قوت اور وقار اور تواضع سے اٹھاتے جیسا کہ اہل ہمت و شجاعت کا طریقہ ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: مَا رَأَیْتُ اَحَداً اَسْرَعُ فِیْ مَشْیِہٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَہٗ لَنُجْہَدُ اَنْفُسَنَا وَ اِنَّہٗ لَغَیْرُ مُکْتَرَثٍ۔ زمین آپ کے لئے لپیٹ دی گئی ہے ہم کوشش کے باوجود آپ تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم کوشش کے باوجود حضور ﷺ تک نہ پہنچ سکتے تھے گویا سرکار ﷺ کے نورانی قدم ایسے تھے کہ ان کی بھی کوئی برابری نہ کر سکتا تھا۔ یہ تو قدم نبوی کی رفتار ہے زمین پر، ان کی رفتار عرش پر دیکھو جہاں جبریل امین جیسے بلند پرواز عرض کرتے ہیں: مَا لَنَا اِلاَّ وَلَہٗ مُقَامٌ مَّعْلُوْمٌ لَوْدَنَوْتُ اَنْمِلَۃً لا حتَرَقْتُ۔ حضور ﷺ یہاں سے آگے نہیں جا سکتا

سرکار تھوڑا سا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔

اگر یک سر موئے برتر' برم
فروغ تجلی بسوزد پرم

جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

جہاں شہباز سدرہ کی رفتار ختم ہو، سید الملائکہ کے بازو درماندہ ہو جائیں وہاں سے رفتارِ قدم پاکِ مصطفیٰ ﷺ شروع ہو۔ جس کو صوفیہ کرام طیِّ مکان سے تعبیر فرماتے ہیں۔ یہ رفتار تو عادت کے مطابق تھی اور خرق عادت کے طور پر چلے تو جبرئیل علیہ السلام، رفرف اور ارواحِ انبیاء بھی ساتھ نہ دے سکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اچھا اے جبرئیل! هَلْ لَکَ مِنْ حَاجَۃٍ۔ تیری کوئی حاجت ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ سَلِ اللّٰہَ اَنْ اَبْسُطَ جَنَاحِیْ عَلَی الصِّرَاطِ لِاُمَّتِکَ حَتّٰی یَجُوْزُوْا عَلَیْہِ۔ یعنی اللہ سے میرے لئے سوال کیجئے کہ قیامت کے روز آپ کی امت کے لئے میں پل صراط پر اپنے پر بچھا دوں۔ تاکہ آپ کی امت آسانی سے اوپر سے گزر جائے۔ (مواہب لدنیہ ص ۲۹ جلد ۲)

تیری عظمت کی جھلک دیکھ کر معراج کی رات
کب سے جبرئیل کی خواہش ہے بشر ہو جائے

☆ **حضور ﷺ کی مبارک ایڑیوں اور پائے اقدس کے برکات:**

حضور ﷺ کی مبارک ایڑیوں کے تصرفات میں سے ایک ادنی تصرف یہ ہے کہ مقام ذوالمجاز پر حضرت ابو طالبؓ کو پیاس لگی انہوں نے حضور ﷺ سے تشنگی کی شکایت کی حضور ﷺ نے یہ سن کر زمین پر ایڑی مبارک لگائی زمین سے

چشمہ پھوٹ پڑا۔ فَاِذَا اَنَا بِمَاءٍ لَم اَرَقبلَه وَلاَ بَعْدَہٗ۔ میری آنکھوں نے اس سے قبل اور نہ بعد ایسا چشمہ نہ دیکھا تھا۔ حضرت ابو طالبؓ نے سیر ہو کر پانی پیا پھر حضور ﷺ نے اپنی ایڑی مبارک مار کر چشمہ بند کر دیا۔ (خصائص کبریٰ)

☆ امام مسلم حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو حضور ﷺ نے طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوا اور اس نے عرض کی سرکار ﷺ! میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے یعنی بہت سست ہے۔ حَزَبَهَا بِرِجْلِه قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِه لَقَدْ رَاَيْتُ تَسْبِقُ الْقَائِدَ۔ آپ نے پائے اقدس سے ٹھوکر لگا دی ابو ہریرہؓ کہتے ہیں مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے حضور ﷺ کے قدم پاک کی برکت سے وہ اونٹنی ایسی تیز ہو گئی کہ سب پر سبقت لے جاتی۔

☆ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے، حضور ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا: فَضَرَبَه بِرِجْلِه وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِه وَاشْفِه۔ آپ نے ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا الٰہی ان کو عافیت عطا فرما۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد سے مجھے اس مرض کی کبھی شکایت نہ ہوئی۔

☆ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن زید مازنی سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّة۔ میرے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔ (بخاری شریف جلد ۱، صفحہ ۱۵۸، ۲۵۳) چونکہ آپ کی آمد و رفت مسجد مدینہ منورہ میں زیادہ تھی بہ نسبت دوسرے مقامات میں آمد و رفت کے، تو اس کا مرتبہ اسی وجہ سے اتنا بلند ہو گیا کہ اس میں ایک نماز کا اجر و ثواب پچاس ہزار نماز

کے برابر ہو گیا۔ بلکہ ایک روایت میں تو یہ بھی وارد ہوا ہے کہ حرم مدنی میں ایک نماز کا ثواب ایک حج کے برابر ہے۔ اور چونکہ بہ نسبت مسجد شریف کے آپ کی آمد و رفت اپنے دولت کدہ اور منبر شریف کے درمیان زیادہ تھی لہٰذا وہ بقعہ مبارکہ بمضمون روضہ من ریاض الجنۃ یعنی جنت کے باغات میں سے ایک باغ بن گیا۔ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا۔ جب تم ریاض الجنہ سے گذرو، تو وہاں سے کچھ کھالو، یعنی نفل وغیرہ پڑھیں۔

جب سے قدم پڑے ہیں رسالت مآب کے
جنت سے بڑھ گیا ہے مدینہ حضورؐ کا

☆ حضرت ابو ہریرہ و حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ كَانَ اِذَا مَشٰى فِي الصَّخْرَةِ غَاصَتْ قَدَمُهٗ فِيْهِ۔ (بیہقی۔ ابن عساکر) کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پتھروں پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک کے نشان ان پر لگ جاتے۔ (یعنی وہ آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے تاکہ چلنے میں سہولت ہو۔) حضرت علامہ امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ جب کبھی ننگے پاؤں پتھر پر چلتے تو پتھر آپ کے مبارک قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور ان میں نشان پڑ جاتا۔ چنانچہ ان پتھروں کو تبرکاً محفوظ کیا گیا جو کہ اب بھی مصر، بیت المقدس، سعودی عرب اور دوسرے ممالک میں موجود ہیں۔ وَالنَّاسُ يَتَبَرَّكُوْنَ وَيَزُوْرُوْنَ وَيُعَظِّمُوْنَ الخ۔ اور وہ لوگ ان سے برکت حاصل کرتے اور ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ الخ (نسیم الریاض وغیرہ)

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں چڑھے دیکھ کر تلوا تیرا

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ چوروں یا دشمنوں کے خوف سے اہل مدینہ گھبرا اٹھے۔ حضور ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو سست رفتار تھا۔ آپ جب (حالات کا جائزہ لے کر) واپس آئے تو فرمایا: ہم نے اس گھوڑے کو دریا پایا (یعنی کشادہ قدم اور برق رفتار) پھر وہ گھوڑا ایسا تیز رفتار ہوا کہ کوئی گھوڑا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔" ایک روایت یہ ہے کہ اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ (بخاری شریف و مشکوٰۃ)

☆ وحشی درندے بھی حضور ﷺ کے غلاموں کے قدموں میں جھک جاتے ہیں: حضرت سفینہؓ سرزمین روم میں لشکر سے بچھڑ گئے، تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ جنگل سے شیر نمودار ہوا، آپ نے بے ساختہ فرمایا: یَآ اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (ابو نعیم الاصبہانی، حلیۃ الاولیاء، مطبوعہ بیروت جلد اول، ص ۳۶۹) یہ سننا تھا کہ شیر قدموں پر جھک گیا اور آپ کی رہنمائی کی یہاں تک کہ آپ لشکر سے مل گئے۔

☆ واقعہ معراج:

تبارک اللہ شان تیری تجھ ہی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے!

معراج کی رات جبرئیل امین نے حضور ﷺ کے تلووں کو اپنے چہرے سے مس کر کے بیدار فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش پر جب تشریف لے گئے تو اپنے نعلین کو اتارنے کا قصد کیا جس پر رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب اپنے نعلین کے ساتھ عرش پر چلے آئیں۔ حضور ﷺ نے رب تبارک و تعالیٰ سے فرمایا کہ الٰہ العالمین حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا۔ ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (سورہ طٰہٰ: ۱۲) اے موسیٰ

(علیہ السلام) **اپنی جوتیوں کو اتار دیں** کہ آپ وادیٔ مقدس میں ہیں، میں کیسے جرأت کروں۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدبیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
تم کہاں موسیٰ کہاں، وہ اور تھے تم اور ہو
بات کل کی بھولتے ہو خود چراغ طور ہو
تم پہ صدقے یوسف و یعقوب بلکہ ہر نبی
وہ فقط عاشق تھے تم عاشق بھی ہو معشوق بھی ہو

علامہ یوسف اسمٰعیل نبہانیؒ جواہر البحار میں فرماتے ہیں کہ:

علی راس هذا لکون نعل مح
مدٍ علت فجمیع الخلق تحت ظلاله

حبیب پاک کے نعلین پاک ساری مخلوق کے سروں پر بلند ہو گئے اور سبھی ان کے سایہ میں آرام کرنے والے ہیں۔

لدی الطور موسی نودی اخلع و
احمد علی العرش لم یوذن بخلع نعاله

موسیٰ علیہ السلام کو طور کے قریب جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا جبکہ احمد مجتبیٰ ﷺ کو سر عرش بھی یہ رخصت نہ ملی۔

سر عرش مورے آقا کے قدم اس کے نیچے سب لوح و قلم
نعلینِ مقدس کے صدقے جگ چین سے موج اڑاوت ہے

☆ خواجہ خضر علیہ السلام: امت مصطفیٰ ﷺ کے ایک ولی کامل حضرت خضر علیہ السلام کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ **جس جگہ وہ قدم پاک رکھتے ہیں۔**

اس جگہ سبزی آجاتی ہے۔ خضر بمعنی سبز۔ ان کے قدم پاک میں یہ حیات ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور صلحاء امت کا حضور ﷺ کے قدموں و نقوش پائے اقدس سے حصول برکت کے چند واقعات :

☆ **شیخین کی وصیت :** خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال کے وقت وصیت کی کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس بلکہ آپ کے قدموں کے پاس دفن کیا جائے۔ اسی طرح خلیفۂ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باصرار یہی وصیت فرمائی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ انہوں نے زخمی ہونے کے بعد اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو مرتبہ اجازت مانگی کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کے قریب دفن کیا جائے۔

تلاشِ نقش کفِ پائے مصطفیٰ ﷺ کی قسم
چنے ہیں آنکھوں سے ذرّات خاکِ کوئے رسول ﷺ

☆ **حضرت عمارہ ؓ کی تمنا :** عمارہ بن زیاد بن سکن ؓ جنگ احد میں زخمی ہونے کے بعد گھسٹتے ہوئے حضور ﷺ کے قدموں تک پہنچے اور ان قدموں میں جان دینے کی تمنا پوری کرلی۔

☆ **حضور اکرم ﷺ کے نعل مبارک سے برکت حاصل کرنا :** اس حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے منسوب ہر چیز کا احترام صحابہ کرام ؓ کا جزو ایمان تھا حتیٰ کہ وہ نعل سے بھی برکت حاصل کرتے تھے۔ حَدَّثَنَا عِيْسَى ابْنُ طَهْمَانُ قَالَ: اَخْرَجَ اَلَيْنَا اَنسُ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالان فَحَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبَنَّانِيُ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ: إِنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ ﷺ۔ (صحیح البخاری، ۱: ۴۳۸، کتاب الجهاد، ابواب الخمس باب ماذکر ورع النبی ﷺ، رقم حدیث : ۲۹۴۵) حضرت عیسیٰ بن طہمان ؓ

سے روایت ہے کہ حضرت انس ؓ نے انہیں دو پرانے جوتے دکھائے جن میں سے ہر ایک میں دو دو تسمے تھے ثابت البنانی نے حضرت انس ؓ کے بعد بتایا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے نعلین مبارک تھے۔

☆ **اصحابِ کہف :** حصول برکت کے لئے مسلمانوں نے اصحابِ کہف کے غار پر مسجد بنائی۔ ﴿قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا﴾ (سورہ کہف : ۲۱) اور جو اس معاملہ پر غالب آئے وہ بولے کہ ہم اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔

جبیں اپنی ندرت دمکنے لگی
سجایا جو نقش قدم آپ ؐ کا

☆ **ریاض الجنہ :** حضورِ اقدس ﷺ کے وصال کے بعد اس متبرک جگہ کی تعظیم کو برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے حضورِ انور ﷺ کی جائے نماز میں قدمین شریفین کی جگہ کے سوا باقی جگہ پر دیوار بنادی تھی تاکہ آپ کے سجدہ کی جگہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہے۔ بعد میں ترکوں نے بھی اس دیوار کی حد تک محراب بنوادی۔ چنانچہ اب اگر کوئی آدمی مصلیٰ نبی ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اس کا سجدہ حضورِ اقدس ﷺ کے قدموں کی جگہ پڑتا ہے۔ (عالمگیری کتاب الحج، ص ۱۶۵۷)

محاصل میرا دیر ہے نہ حرم ہے
میری سجدہ گاہ تیرا نقش قدم ہے

☆ **منبر رسول ﷺ :** حضورِ اقدس ﷺ کا منبر مبارک تین زینہ والا تھا۔ تیسرے درجہ پر بیٹھتے تھے اور دوسرے زینہ پر پاؤں مبارک رکھتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ جب خلیفہ ہوئے تو جہاں رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کے پاؤں

مبارک ہوتے تھے یعنی دوسرے زینہ پر بیٹھتے اور پہلے زینہ پر پاؤں رکھتے تھے۔ ان کے بعد جب سیدنا عمرؓ خلیفۃ المسلمین ہوئے تو آپ سیدنا ابو بکرؓ کے پاؤں والی جگہ (پہلے زینہ پر) بیٹھتے اور پاؤں زمین پر رکھتے۔ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا دور آیا تو چھ سال تک تو سیدنا عمر فاروقؓ کے نشست گاہ کو اختیار فرمایا۔ یعنی پہلے درجہ میں بیٹھتے اور زمین پر پاؤں رکھتے رہے۔ مگر چھ سال بعد اس پوزیشن کو بدل دیا اور تیسرے زینے پر حضور انور ﷺ کی نشست کو اختیار کر لیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ پہلی اور دوسری سیڑھی پر بیٹھنے سے تو کوئی شبہ کر سکتا ہے کہ یہ شیخین کی برابری کا دعویٰ کر رہا ہے لیکن ذاتِ اقدس تو دعوائے مساوات اور برابری سے ارفع و اعلیٰ ہے لہٰذا آپ کے بیٹھنے کی جگہ کو اختیار کرتا ہوں۔ (وفاء الوفاء جلد ۱، ص ۲۸۲- جذب القلوب ص ۱۰۰) ۵۰ھ میں مروان بن الحکم نے معمار کو بلایا اور چھ درجے زائد بنوا کر ان کے اوپر منبر شریف کو رکھ دیا اس طرح نو زینے بن گئے۔ اور آج اتنے ہی درجے ہیں۔ پھر ان میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۶۱ھ میں خلیفہ مہدی نے بھی ارادہ کیا کہ اسی قدر اور زیادہ کر دوں مگر امام مالکؒ کے منع کرنے سے وہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا۔ (عمدۃ القاری، جلد ۶، ص ۲۱۶- وفاء الوفاء جلد ۱، ص ۲۸۲، ۲۸۳- جذب القلوب ص ۱۰۰- فتح الباری جلد ۲، ص ۳۱۸)

☆ لوگ برکت حاصل کرنے کے لئے منبر کو ہاتھ لگاتے کہ یہ حضور کی نشست گاہ تھی۔ (وفاء الوفاء) حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "جس نے میرے منبر کے قریب جھوٹی قسم اٹھائی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔ یہ بھی فرمایا کہ "جس نے میرے منبر کے قریب جھوٹی قسم اٹھائی اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت"۔ (خلاصۃ الوفاء) "قیامت میں منبر کو ایسے اٹھایا جائے گا جیسے دوسری مخلوق"۔ (خلاصۃ الوفاء)

☆ **حضور ﷺ کے قیام کی برکتیں:** بخاری شریف میں ایک خاص باب ہے۔ "باب المساجد فی طریق مکۃ" (ان مساجد کا بیان جو مکہ کے راستے میں ہیں۔) اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل تفصیل سے مذکور ہے کہ حجۃ الوداع کے سفر میں حضور ﷺ نے جہاں جہاں پڑاؤ کیا تھا۔ وہ تلاش کر کے انہیں جگہوں میں قیام کرتے۔

انہیں وادیوں سے ہو کر، کوئی رہنما گیا تھا
اسے کہکشاں نہ کہئے، یہ غبارِ کارواں ہے

☆ حضور انور ﷺ نے مکہ معظمہ اور تبوک سے مدینہ منورہ جاتے وقت جہاں جہاں قیام فرمایا وہاں مسجدیں بنادی گئیں۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲، صفحہ ۵۹۵)

☆ حضرت عتبان بن مالک انصاری خزرجی کا بیان ہے کہ میری بصارت جاتی رہی۔ میں نے ایک شخص کو بھیج کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ قدم رنجہ فرمائیں اور میرے مکان میں نماز پڑھیں۔ تا کہ میں آپ کی جائے نماز کو مسجد مقرر کر لوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مع اصحاب تشریف لائے اور آپ نے میرے مکان میں نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم- کتاب الایمان)

کامل بروز حشر میرے سجدہائے شوق
محسوس ہوں گے آقا کے نقش قدم کے ساتھ

☆ **آقا علیہ السلام کی دست بوسی و قدم بوسی:** صفوان بن عسال سے روایت کردہ حدیث سے معلوم ہوا کہ یہودیوں نے بھی حضور ﷺ کے قدموں کے بوسے لئے اور آپ کی حقانیت کو تسلیم کیا۔ غیر بھی ادب سے ہاتھ مبارک اور قدمین شریفین چومتے تھے۔ امتی پر تو دل و جان سے بوسہ لینا باعث صد افتخار و فضیلت ہے۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ قَالَ: يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهِ اِذْهَبْ بِنَا اِلَى هٰذَا النَّبِيِّ فَقَالَ صَاحِبُهُ: لَا تَقُلْ نَبِيٌّ اِنَّهُ لَوْسَمِعَكَ كَانَ لَهُ اَرْبَعَةُ اَعْيُنٍ، فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَهُمْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَاكُلُوْا الرِّبٰوا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً وَلَا تُوَلُّوْا الْفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُوْدَ اَنْ لَا تَعْتَدُوْا فِي السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلُوْا يَدَهُ وَرِجْلَهُ فَقَالَا: نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ۔ (سنن الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی قبلۃ الید والرجل، ۵: ۷۷، رقم: ۲۷۳۳) حضرت صفوان بن عسال فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا ہمیں اس نبی ﷺ کے پاس لے چلو اس نے کہا نبی نہ کہو اس نے سن لیا تو (خوشی سے) اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے نو واضح نشانیاں دریافت کیں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، چوری اور زنا نہ کرو، جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو، کسی بے گناہ کو حاکم کے سامنے قتل کرانے نہ لے جاؤ۔ جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، کسی پاکدامنہ کو زنا کا الزام نہ دو۔ لڑائی کے دن پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو، خصوصاً اے یہودیو! تمہارے لئے لازمی ہے کہ ہفتے کے دن کی حد سے تجاوز نہ کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ یہودیوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک چومے اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نبی ہیں۔

☆ حضرت زارعؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں مدینہ شریف آئے۔ فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرِجْلَه (مشکوۃ شریف) تو ہم نے حضور انور ﷺ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ حضور انور ﷺ کے پروانے ان ہی

قدم مبارک کو بوسہ دے کر سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔

☆ **حضرت طلحہ بن براءؓ کا عمل:** حضرت طلحہ بن براءؓ جب حضور ﷺ سے ملے تو وہ آپ ﷺ سے چمٹے جاتے تھے اور آپ ﷺ کے پیروں کو چومتے جاتے تھے۔ پھر عرض کہ کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے حکم کریں میں کسی بات میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

جو سر کہ جھکا ہے قدموں پر، اس سر کا مقدر کیا کہنا
جس ہاتھ میں ان کا دامن ہے اس ہاتھ کی قسمت کیا کہئے

☆ عَنْ اُمِّ اَبَانَ بِنْتِ الْوَازِعِ بْنِ زَارِعٍ عَنْ جَدِّهَا زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ: قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَحِلِنَا فَنُقَبِّلَ يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ وَانْتَظَرَ الْمُنْذِرُ الْاَشَجُّ حَتَّى اَتَى عَيْبَتَهُ فَلَبِسَ ثُوْبَيْهِ، ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فی قبلۃ الجسد، ۴: ۳۵۷، رقم حدیث: ۵۲۲۵) ام ابان بنت وازع نے اپنے دادا حضرت زارغ سے روایت کی ہے جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے انہوں نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو تیزی سے اپنی سواریوں سے اتر کر سرکار دوعالم ﷺ کے دست مبارک اور قدم مبارک کو چومنے لگے مگر منذر الاشج رکے رہے، یہاں تک کہ اپنی گٹھری سے دو کپڑے نکالے انہیں پہن کر پھر سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔

☆ حضرت کردم نے حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ کے قدم چوم لئے اور آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا، اور آپ کی باتیں سنتے رہے۔

(سنن ابی داود' کتاب النکاح باب تزویج من لم یولد)

☆ **عالم یا صالح کی دست بوسی و قدم بوسی** : فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی کسی عالم یا صالح کی قدم بوسی کرنا چاہے تو عالم یا صالح کو چاہئے کہ اپنے پاؤں پھیلا دے۔ چنانچہ معدن الجواہر مصنفہ حضرت مولانا نواب قطب الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ میں مرقوم ہے اور اس مسئلہ کی اصل مذکورہ احادیث ایک یہ جو ابوداود نے باب ماجاء فی قبلۃ الجسد میں زارع سے روایت کیا ہے......الخ۔ دوسرے یہ جو ترمذی نے عفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی دوست سے کہا چل......الخ۔ اور تیسرے نسیم الریاض میں بزار نے بریدہؓ سے روایت کیا کہ ایک اعرابی نے آپ ﷺ سے معجزہ طلب کیا آپ ﷺ نے فرمایا کسی درخت کو جسے تیرا جی چاہے کہہ دے کہ تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ اس نے ایک درخت کو کہا وہ فوراً زمین کو چیرتا اور اپنی جڑیں گھسیٹتا آپؐ کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔ اعرابی نے عرض کیا کہ اسے اپنی جگہ پر لوٹا دیجئے آپ ﷺ نے حکم دیا وہ بدستور اپنی جگہ پر جاکر قائم ہوا۔ وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ اور عرض کیا اجازت ہو تو میں آپ ﷺ کو سجدہ کروں' آپ نے فرمایا سجدہ غیر اللہ کو حرام ہے اگر جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ اس نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ پاؤں چوموں۔ آپ نے اجازت دی اس نے ہاتھ اور پاؤں آپ ﷺ کے چومے۔

☆ حضور ﷺ کے قدموں اور جوتیوں کی عظمت اور محبت عاشقوں کا شیوہ رہی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ حضور کی جوتیوں کو اپنے آستینوں میں

رکھا کرتے تھے۔ ان کے پاس نعلِ اقدس، کنگھی، سرمہ دانی اور وضو کا برتن ہوا کرتا تھا۔ جیسے کہ امام بخاری وغیرہ نے بیان کیا ہے' کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ جب آرام فرماتے تو وہ آپ کو بیدار کرتے' جب غسل فرماتے تو وہ پردہ کرتے' جب باہر جانے کا ارادہ فرماتے تو وہ نعلِ مبارک پیش کرتے' جب اندر جانے لگتے تو وہ نعلِ مبارک اتارتے' عصا اور مسواک اٹھائے رہتے۔ (طبقات بن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن مسعود)

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کفِ پا تیرا

اے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آپ نے ہمیں محبت کا یہ سبق دیا ہے کہ فقط اتباع ہی سب کچھ نہیں ہے' بلکہ اس کے ساتھ محبت بھی ضروری ہے' کیونکہ بعض اوقات خوف یا طمع کی بناء پر محبت وعقیدت سے عاری شخص بھی پیروی کرتا ہے۔ (اور اس کا کچھ اعتبار نہیں) اے اللہ! ہمیں محبت سے سرشار آقائے نعمت ﷺ کا پیروکار بنا۔

☆ "شرف النبی ﷺ" میں ہے' انصار کا ایک غلام بچہ حضور ﷺ کے جوتے اٹھاتا' اپنے کپڑے سے صاف کرکے پہناتا تھا۔ استفسار پر اس نے کہا' میں نے دل میں سوچا کہ اس طرح آپ مجھ سے خوش ہوں گے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھاکر فرمایا۔ خدایا! اس بچے نے میری خوشنودی کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے' تو اسے دنیا و آخرت میں خوش رکھ۔

☆ حضرت بلالؓ شام سے مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے صحابہ کرامؓ کے سامنے روتے ہوئے حجرہ نبویہ کی دہلیز پر اپنے رخسار ملے۔ اسی طرح حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے روضہ اقدس کی خاکِ پاک سے برکت حاصل کی۔

خاتون جنت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تَرْبَةَ اَحْمَدَ
اَلاَّ يَشُمَّ مُدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے احمد مجتبیٰ ﷺ سونگھ لی تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔

☆ **درد کا درماں:** حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پیر میں تکلیف تھی آپ نے اپنی تکلیف کی نجات کے لئے "یا محمد ﷺ" پکارا اور پیر درست ہو گیا۔

اسم اعظم کی نہاں ہوتی ہے تاثیر اس میں
بارہا دیکھ لیا نام تمہارا لے کر

آپ اکثر و بیشتر منبر رسول ﷺ پر ادب سے ہاتھ رکھ کر اپنے چہرے پر ملتے تھے۔ آپ کا یہ عمل نقوش نعلین حضور ﷺ سے حصول برکت اور نسبت کی وابستگی کا اظہار کرتا ہے۔ (شفا شریف، قاضی عیاض)

☆ **تبع اول حمیری کا خط حضور ﷺ کے نام:** حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار سال قبل تبع اول حمیری اس شہر سے گزرا اور اہل یثرب سے شدید جنگ کی۔ وہ اس کو برباد کرنے پر تلا ہوا تھا۔ علمائے یہود نے اسے کہا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ یہ آخر الزماں کی ہجرت گاہ ہے۔ ہم سب اس رحمتوں والے نبی محتشم کا انتظار کر رہے ہیں۔ شاید اس کی زیارت ہو جائے یا یہ تو ضرور ہو گا کہ اس کے قدموں کا غبار ہماری قبروں پر پڑے۔

ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقش قدم کی
سر پر رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں

بس یہ بھی ہمارے لئے کافی ہے۔ حمیری متاثر ہوا اور اس نے حضور کے نام ایک خط لکھا اور بڑے یہودی عالم کو دیا کہ یہ خط ان کے حضور پیش کیا جائے۔ چنانچہ ایک ہزار سال بعد اس یہودی عالم کی نسل میں حضرت سیدنا ایوب انصاریؓ پیدا ہوئے۔ جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے وہ خط کو دیا وہ خط کچھ یوں تھا:

"تبع اول حمیری کی طرف سے نبی آخر الزماں ﷺ کی خدمت میں عرض ہے کہ میں آپ اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا ہوں۔ میں آپ کے دین پر ہوں۔ آپ کے رب پر اور جو اس کی طرف سے نازل ہو گا سب پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر میں آپ کا زمانہ پالوں تو بہتر ورنہ قیامت میں میری شفاعت فرمانا۔ بھول نہ جانا کہ میں آپ کا پہلا امتی ہوں"۔ (وفاء الوفاء، جذب القلوب، تاریخ ابن عساکر) حضور ﷺ نے یہ خط پڑھا اور خوش ہو کر فرمایا: مَرْحَبًا بِالتُّبَّعِ مَرْحَبًا۔ آپ کی آمد سے تقریباً ایک ہزار پچاس سال (۱۰۵۰) قبل یہودیوں کے اعتقاد کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت آپ کی راہوں میں آنکھیں بچھائے انتظار کرتے رہتے۔ آپ کے توسل سے دعائیں مانگتے اور التجائیں کرتے کہ ہمیں آپ کا دیدار نصیب ہو جائے۔

☆ **حضرت امام مالکؓ کا عمل:** امام دار الہجرہ امام مالکؓ زندگی بھر شہر مدینہ کے گلی کوچوں میں بغیر سواری ننگے پاؤں اور عام راستوں سے ہٹ کر چلا کرتے۔ اس احتیاط کی بناء پر کہ پاؤں کہیں حضور سرور کائنات ﷺ کے نقوش پا پر نہ پڑ جائیں۔

کس طرح پاؤں رکھے یہاں صاحب بصیرت
آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ہر جا تیری گلی میں

☆ **احوال امت :** روایت ہے کہ امت کے احوال و اعمال حضور ﷺ کو پیش کئے جاتے ہیں' چنانچہ سیدتنا رابعہ بصریہؒ روزانہ شب کو پانچ سو نفل پڑھ کر فرماتی تھیں کہ میں جنت کے لئے یہ نماز نہیں پڑھتی بلکہ صرف اس لئے کہ میرے آقا و مولیٰ شافعِ روزِ جزا ﷺ قیامت میں مجھ سے راضی ہو جائیں۔ **جنت تو حضور ﷺ کے نعلین کے صدقہ میں لے لوں گی۔**

قرآن اور احادیث کے نتیجہ خیز واقعات سے استنباط و تطبیق :

قرآن کی متذکرہ آیات اور احادیث جو میں نے پیش کی ہیں۔ یہ قصے اور کہانی نہیں بلکہ نتیجہ خیز واقعات ہیں اور اس کی روشنی میں نقوش و عکوس نعلین حضور ﷺ کی عظمت کو دلنشین کرنا چاہیئے۔

☆ **انبیاء علیہ السلام کے پاؤں کا دھوون :** ایوب علیہ السلام کے ایڑیوں سے نکلا ہوا پانی ظاہری باطنی بیماریوں سے شفا دے سکتا ہے۔

☆ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے پیدا ہونے والا پانی آبِ زمزم تا قیامت بیماریوں کے لئے شفا ہو سکتا ہے تو جناب سید الانبیاء کے تبرکات اور نقوش نعلین کیوں دافع البلاء نہیں ہو سکتے؟ ان کے مدینہ کی خاک بھی شفا ہے کیوں کہ یہ کبھی ان مبارک تلووں سے لگی ہو گی۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ تُرَابُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مدینہ کی مٹی باعث شفاء ہے اور اس کا سبب صرف یہی ہے کہ محبوب کریم علیہ السلام اپنے مقدس و مبارک قدموں کے ساتھ اس پر چلتے پھرتے تھے۔

☆ **صفاء و مروہ :** صفاء و مروہ کی خصوصیت صرف یہ ہے کہ ان پر حضرت ہاجرہؓ کے مقدس پاؤں پڑے جس کی وجہ سے وہ اللہ کی نشانی بن گئے' تو اگر حالت

اضطرار میں جہاں اس محبوب بندی کے قدم پڑے وہ اللہ کے دین کی نشانی ہیں تو جہاں حبیب المحبوب ﷺ اور محبوبانِ بارگاہ کے قدم پڑے وہ یقیناً متبرک و مقدس مقامات ہوں گے۔

☆ **ساری امتوں میں امت محمدی ﷺ خیر امت :** امت محمدیؐ علیہ صاحب صلوٰۃ والسلام کو اللہ پاک نے خیر امت کے لقب سے نوازا ہے۔ خیر امةٍ اخرجت للناس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے امت محمدی خیر امت بنی ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام فضیلت کلی کے حامل ہیں۔ مقام ابراہیم علیہ السلام امت کیلئے سجدہ گاہ بنی۔ جبکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلے میں فضیلت جزوی کے حامل ہیں۔ **تو حضور افضل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پائے اقدس اور نقوش پا کا مقام کیا ہو گا؟** اس کا ادراک تو صرف عُرفاء اور عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ ہی کو حاصل ہے۔

آپ ﷺ کے رب نے دیا' آپ ﷺ کو فضل کلی
وہ دیا تم کو جو' اوروں کو خدا نے نہ دیا

☆ محبوب خدا ﷺ کے دم قدم سے برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ حضور' آنِ واحد میں مردہ تنوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور آج بھی اس مسیحائی کا پورا پورا اختیار رکھتے ہیں۔ کوئی زمانہ آپ کے فیض و کرم اور جود و عطا سے خالی نہیں۔ آپ کے پائے اقدس سے اونٹ' گھوڑے اور دیگر جانوروں کی تقدیریں پلٹ جاتی ہیں تو انسانوں کی بگڑی تقدیریں کیوں نہ بدلیں گیں؟

☆ **تابوت سکینہ اور اس کا وسیلہ :** رب کریم نے بنی اسرائیل کی استعانت و امداد تابوت سکینہ کے وسیلے سے کی جانے والی دعاؤں کی بناء پر فرمائی۔

﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ

مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (بقرہ: ۲۴۸)
ان سے ان کے نبی (شمویل علیہ السلام) نے فرمایا ان (طالوت) کی سلطنت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ وہارون کے چھوڑے تبرکات ہیں، فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے بیشک اس میں تمہارے لئے (عظیم) نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اس تابوت میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے حضرت موسیٰ کا عصا ان کی نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہ تھا۔ بنی اسرائیل جس لڑائی میں اس تابوت کو آگے کرتے اس کی برکتوں سے دشمنوں پر فتح یاب ہوتے اور جس مراد کے لئے اس کا وسیلہ لاتے وہ مراد بر آتی۔

تابوت سکینہ جب بنی اسرائیل کے دعاؤں کی اجابت کا وسیلہ ہے تو عکوس و نقوش نعلین ﷺ سے بڑھ کر کون سا مقبول وسیلہ ہو سکتا ہے؟

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا، وہرچہ می خواہی تمنا کن

اگر دنیا و آخرت کی خیریت و عافیت کی تم خواہش رکھتے ہو تو دربار مصطفیٰ ﷺ میں، خواہ جسمانی یا روحانی حیثیت سے حاضر خدمت ہو جاؤ اور دلی تمنا ظاہر کرو۔

☆ **اہل اللہ کے قدموں پر دنیا کی جبین سائی:** روایت ہے کہ دنیا دنی نہایت حسین و جمیل عورت کی شکل میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حضور بصد انکار کے باوجود حاضر خدمت ہوئی۔ دنیا کی پیشانی اور ایڑیوں پر گھٹوں کے نمایاں نشان تھے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے استفسار پر دنیا نے

بتلایا کہ اہل اللہ کے آستانوں اور قدموں کی جبین سائی کرتے کرتے میری پیشانی پر گھٹے آگئے اور طالبان دنیا کو ایڑیوں سے مار مار کر چھٹکارا حاصل کرتے ہوئے ایڑیوں پر گھٹے نمودار ہو گئے۔ اس واقعہ سے اہل اللہ کے قدموں کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

سلف صالحین سے منقول نعلین پاک کے مجرب فوائد:

نعل پاک کی تصویر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنے سے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے، جیسا کہ علامہ احمد مقریؒ نے اپنی کتاب "فتح المتعال فی مدح النعال" میں ذکر کیا ہے ان کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں، ان خواص میں سے یعنی نعل پاک کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ۔ جسے بعض ائمہ نے تجربہ کے بعد فرمایا ہے۔ جو آدمی ہمیشہ اپنے ساتھ نعل پاک کی تصویر رکھے گا مخلوق میں اسے مکمل مقبولیت حاصل ہو گی اور اسے نبی ﷺ کی زیارت بیداری میں یا خواب میں ضرور نصیب ہو گی۔

علامہ قسطلانیؒ نے مواہب میں اور علامہ مقریؒ نے "فتح المتعال" میں علماء سے نقل کیا ہے: جو شخص بغرض تبرک نعلین پاک کے عکس اپنے پاس رکھے گا وہ ڈاکوؤں کے حملہ اور عداوت کی شدت و غلبہ سے مامون ہو گا اور سرکش شیطان اور ہر حاسد کی نظر بد سے محفوظ ہو گا، اور جو حاملہ عورت اپنے داہنے ہاتھ میں اسے باندھے اللہ تعالیٰ کی طاقت و قوت سے دردِ زہ کی شدت سے محفوظ ہو اور بسہولت پیدائش ہو، جادو اور نظر بد سے حفاظت کے لئے بھی مجرب ہے، جو شخص پابندی کے ساتھ اسے اپنے ساتھ رکھے مخلوق میں اس کی بات سنی جائے۔ حضور ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت اسے نصیب ہو اور خود حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو۔ جس لشکر میں ہو اسے فتح و نصرت ملے۔

جس قافلہ میں ہو غارت گری سے محفوظ رہے۔ جس کشتی یا جہاز میں ہو غرق و تباہی سے محفوظ رہے۔ جس گھر میں ہو آگ نہ لگے۔ جس اثاث و قیمتی سامان میں ہو وہ چوری نہ ہو۔ صاحب نعل ﷺ سے جس مقصد کے لئے وسیلہ لیا جائے وہ مقصد پورا ہو۔ (سعادۃ الدارین۔ علامہ نبہانی)

☆ علامہ یوسف اسمٰعیل نبہانیؒ نے سعادۃ الدارین میں نعلین مبارک کے تعلق سے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں جو کہ اردو ترجمہ کے ساتھ پیش خدمت ہیں :

إنّي خَدَمْتُ مَثَل نَعْلِ المُصْطفى
لا عيشَ في الدَّارَيْنِ تحتَ ظلالِها
سَعِدَ ابنُ مَسْعُوْدٍ بِخِدْمَةِ نَعْلِه
وَانَا السَّعِيْدُ بخِدْمتِی لِمِثَالِها

میں یہ نعل مصطفیٰ ﷺ کی تصویر کا خادم ہوں۔ اس کے سایہ تلے دارین میں رہنے کی سعادت کا متمنی ہوں۔

ابن مسعودؓ کو نعل مبارک کی خدمت کی سعادت ملی اور میں نعلین مبارک کے عکس کی خدمت سے بہرہ ور ہوں۔

مثالُ حَكَى نَعْلاً لاَ فَضلِ مُرْسَلِ
تَمَنَّتْ مقامُ التُّرْبِ مِنْهُ الفَراقِدُ
ضَرَائرُهَا السبعُ السَّمواتُ كلُّهَا
غيارَى وتيجانُ الملوكِ حَوَاسد

افضل الرسل کے نعل مبارک کی یہ تصویر ہے جس خاک پر یہ پڑتے ہیں اس خاک کے مقام کی آرزو ستارے کیا کرتے ہیں۔

ان ستاروں کی سوکنیں ساتوں آسمان بھی اس خاک کی عظمت پر رشک کرتے ہیں اور بادشاہوں کے تاج جس پر حسد کیا کرتے ہیں۔

مثالُ لِنَعْلِ المُصْطفَى ماله مثْلُلِ
روحی بِهِ راحُ لِعَيْنی بِهِ كُحل
فَأكْرِمْ بِهِ تِمثالُ نَعْلِ كَرِيْمةٍ
لَهَا كلُّ رأسٍ ولوانه رِجل

نعل مصطفیٰ ﷺ کی مثال نہیں وہ بے مثل ہے اسی سے میری روح کو راحت ہے اور اسی سے میری آنکھوں کا سرمہ ہے۔

نعل مبارک کی تصویر کتنی باعظمت ہے جس کے لئے ہر سر کی آرزو ہے کہ کاش وہ پاؤں ہوتا۔

وَلَمَا رَأَيْتُ الدَّهْرَ قَدْ حارَبَ الْوَرَى
جَعَلْتُ لِنَفْسِی نَعْلَ سَيِّده حِصنًا
تَحَصَّنْتُ مِنْهُ فِي بَدِيْعِ مثالها
بسُوْرٍ مَنِيْعٍ نِلْتُ فِي ظِلِّهِ الأَمْنا

میں نے زمانہ کو جنگجو پایا تو نعل مبارک کو اپنے لئے قلعہ بنالیا۔

میں نے اپنا تحفظ ایسی محفوظ جگہ میں کرلیا ہے جو بے مثال ہے اور ایسی مستحکم شہر پناہ ہے جس کے سایہ میں امن ہی امن ہے۔

☆ اَسْأَلُ اللهَ الْكَرِيْمَ مُتَوَسِّلاً إلَيْهِ بِوَجَاهَةِ لِمِثَالِ نَعْلِ نَبِيِّهِ وَ قَدَمِ النَّبِيِّ الْعَظِيْمِ اَنْ يَمُنَّ عَلَيْنَا بِذَرَّةٍ مِنْ اِقْبَالِهِ وَبَسْطَةٍ مِنْ اَفْضَالِهِ وَاَنْ يَجْعَلَ عَمَلَنَا خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَ سَبَبًا لِلْفَوْزِ

لَدَيْهِ بِجَنَّاتِ النَّعِيْمِ وَ نَحْظٰى بِنَضَارَةِ الْوَجْهِ بِالنَّظَرِ اِلٰى وَجْهِ الْكَرِيْمِ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَاَهْلَ بَيْتِهِ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

میں اللہ کریم سے دعا کرتا ہوں اس کے نبی عظیم کے **نعلین مبارک کی وجاہت اور پائے اقدس کا وسیلہ** پیش کرتے ہوئے کہ ہمیں ان کے التفات واقبال سے بہرہ ور فرمائے اور ان کے جود وافضال سے حظ وافر عطا فرمائے۔ اور یہ کہ ہمارے عمل کو خالص اپنی ذات اقدس کے لئے بنائے۔ اور اپنے ہاں جنات النعیم کے حصول کا سبب بنائے۔ اور ہمیں (ان حضرات کی معیت میں) اپنے دیدارِ ذات سے بہرہ ور کر کے ہمارے چہروں کو تازگی بخشے جن پر اس کا انعام ہے یعنی انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین اور صلوٰۃ وسلام بھیجے اللہ تعالیٰ سیدنا محمد ﷺ اور ان کے آل واصحاب ٗ ازواج وذریت اور اہل بیت کرام پر جب تک ذکر کرنے والے اس کا ذکر کرتے رہیں اور پردہ غفلت میں پڑے ہوئے اس کے ذکر سے غافل رہیں۔

☆ **مولانا جلال الدین رومیؒ کا نسخہ کیمیا:** حق تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

قال را بگزار و مرد حال شو — پیش مرد کاملے پامال شو

یعنی قیل وقال چھوڑو اور کسی مرد کامل کی وابستگی سے صاحب حال بن جاؤ۔

☆ **حضرت ذوالنون مصریؒ کا ادب اور حصول برکت:** حضرت ذوالنون مصریؒ حج کو جاتے ہوئے میدان قادسیہ سے گزرے جہاں صحابہ

کرامؓ اور عیسائیوں کی مشہور لڑائی جنگِ قادسیہ ہوئی ٗ اچانک اونٹ سے کود کر ریت پر لوٹتے ہوئے وہ مقدس میدان طے کیا اور پوری احتیاط یہ رکھی کہ صحابہ کرامؓ کے قدموں پر قدم نہ لگنے پائیں۔ اور فرمایا کہ کچھ عرصے قبل سپہ سالار اسلام (سیف اللہ المسلول) حضرت خالد ابن ولیدؓ کے گھوڑے اس مقام پر دوڑے ہیں ان گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو انوار نکلے ہیں وہ آج تک ان ذرّوں میں جگمگا رہے ہیں میں ٗ ان ریت کے ذرّوں پر حصولِ برکت کے لئے لوٹ رہا ہوں۔

☆ **کامل اتباع سنت اور نعمتوں کا اظہار:** قدموں کی وابستگی بڑی چیز ہے۔ چنانچہ سیدی عبدالقادر جیلانیؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ لا وجود عبدالقادر بل هذا وجود جدی۔ یہ عبدالقادر کا وجود نہیں ہے بلکہ میرے جد کا وجود باجود ہے۔ جب وہ محبوبیت کی منزل پہ پہنچے تو ارشاد باری تعالیٰ کے حکم کے مطابق ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (سورہ الضحیٰ :۱۱) اور اپنے ربِ (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جو فضل و کرم فرمائے اس کا ذکر اور اس کا اظہار بھی شکر ہے۔ التحدث بنعم الله و الاعتراف بهاشكرٌ۔ (قرطبی) تب آپ نے فرمایا:

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَّه قَدَمٌ وَّ اِنِّيْ — عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ۔

مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر لکھتے ہیں: حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ولی کا اپنا اپنا مقام ہوتا ہے اور میں حضور کے نقش قدم پر ہوں جو کمالاتِ صوری اور معنوی کے کامل ہیں۔

جو نقش قدم پر چلتے ہیں منزل پہ پہنچتے جاتے ہیں

جو ان کو بھلائے بیٹھے ہیں گمراہ بتائے جاتے ہیں

حق تعالیٰ نے حضرت شیخ سیدی عبدالقادر جیلانیؒ کو شان عظیم ‘ کمالات بزرگ ‘ کراماتِ وافر اور نفس مطمئنہ عطا فرمایا تھا۔ تمام خلقت بالاتفاق آپ کے کمالات کی قائل ہے۔ آپ مرتبہ محبوبیت پر فائز ہیں اور اسی حال میں آپ نے فرمایا: قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ۔ آپ کا یہ ارشاد کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

اَنَا الْحَسَنِیُّ والْمُخْدَعْ مَقَامِیْ

وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَال

میں حضرت امام حسن کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مخدع (خاص مقام ہے۔) اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

جن کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

فمن انكر على ماهؤلاء الرجال فى مثل هذه المقال فكانهُ انكر هذه الآية۔ الكريمة ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ من الله ذى الجلال۔ جو شخص مقربانِ حق کے ان ارشادات کا انکار کرتا ہے اور زبانِ طعن دراز کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا انکار کرتا ہے۔ (مظہری)

☆ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے حضور سیدی غوث اعظمؒ کی خاک پا کے بارے میں فرمایا:

خاکپائے تو بود روشنی اہل نظر — دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین

اولیاء اللہ کے نعلین کے کرامات و تصرفات کے دو واقعات:

☆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ: مازالَ العبدُ يتقرَّبُ اِلَیَّ بالنوافل حتّٰى اُحِبَّهٗ فاِذا اَحْبَبْتُهٗ كُنتُ سمعَه الذى يسمع به وبصرَه الذى يُبصِرُ به ويدَه اللتى يبطِش بها ورجْلَه اللتى يَمشِىْ بها بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب سے قریب تر ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے‘ اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے‘ اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری شریف)

☆ شیخ عمر بزارؒ نے فرمایا کہ حضور غوث اعظمؒ نے فرمایا کہ جو پریشانی میں مجھ سے مدد طلب کرتا ہے میں اس کی پریشانی کو دور کرتا ہوں اور جو شدت کے وقت مجھے پکارتا ہے میں اس کو شدت سے نجات دیتا ہوں۔ شیخ ابو عمر وصدیقی اور شیخ ابو محمد عبدالحق نے فرمایا کہ ایک مرتبہ منگل کے دن ۳ صفر کو ہم حضرت کی خدمت میں مدرسہ میں حاضر ہوئے۔ ایک پُر جلال بلند نعرہ لگایا۔ اور نعلین چوبی جو آپ پہنے ہوئے تھے‘ ان میں سے ایک نعل مبارک ہوا میں پھینکی وہ نعل مبارک ہوا میں جاکر غائب ہوئی پھر دوسری نعل بھی ہوا میں پھینک دی‘ وہ بھی ہوا میں غائب ہوگئی‘ اور خود آنحضرت بیٹھ گئے‘ کسی کو سوال کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ۲۳ دن کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا‘ اس نے کہا ہم کو حضرت کی نذر پیش کرنی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے ایک من ریشم اور ریشمی کپڑے اور سونا قبول کرلو۔ پھر ان لوگوں نے حضرت کی نعلین مبارک لاکر رکھ دی۔ حضرت نے پوچھا تم کو یہ نعلین کہاں ملیں۔ عرض کیا منگل ۳ صفر ہم راستہ

میں تھے' اچانک ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور قافلہ میں لوٹ مار شروع کر دی۔ بعض کو قتل کر دیا۔ مال و متاع لے کر واپس چلے گئے۔ کسی وادی میں پہنچ کر مال تقسیم کرنے کیلئے اترے۔ ہم نے دل میں سوچا کہ اس وقت ہم حضرت شیخ غوث اعظمؒ کو یاد کریں۔ فوراً ہم نے حضرت کے لئے نذر مانی۔

سرکار کہ بندے کا بس جی ہی بھر آنا ہے
آنکھوں کی نمی بس ہے تحریک عنایت کو

پھر ہم نے دو نعروں کی آواز سنی جس کی ہیبت سے تمام وادی گونج اٹھی۔ پھر دیکھا کہ پریشان اور عاجزانہ دو ڈاکو ہماری طرف آئے۔ ہم نے خیال کیا کہ شاید ڈاکوؤں کا دوسرا گروہ ہمیں لوٹنے آرہا ہے۔ ہم نے آپس میں یہ طے کیا کہ لاؤ سب مال جمع کریں اور دیکھیں کہ اب کیا مصیبت ہم پر آتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے دو سردار مرے پڑے ہیں اور یہ دونوں جوتیاں پانی میں تر ان کے قریب پڑی ہیں انہوں نے ہمارا سب مال واپس کیا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا معاملہ ہے۔ (سفینۃ الاولیاء)

میرے پیر کی حمایت میرے ساتھ ہے تو بس ہے
میری ٹھوکروں میں منزل میرا ہر بھنور کنارا

☆ حضرت سرکار نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی محفل میں ایک اہل غرض آیا اور استدعا کی کہ میری لڑکی کی شادی ہے آپ کچھ مرحمت فرمائیں۔ حضور محبوب الٰہیؒ نے تھوڑی دیر توقف فرمانے کے بعد سائل سے کہا کہ میری ان جوتیوں کو اس جانب لے جاؤ۔ جہاں سے قافلہ آرہا ہے۔ سائل حضرت محبوب الٰہیؒ کی جوتیوں کو لے کر قافلے والے راستے پر چل پڑا۔ قافلہ میں عاشق زار' مرید

صادق' حضرت امیر خسروؒ بڑے اضطراب میں ہیں کہ مرشد کی بو آرہی ہے۔

جو سر در جانب مئے خانہ راہِ کرد ام پیدا
بہ نقش پائے ساقی سجدہ گاہِ کرد ام پیدا
نہ قید کفر ودین گر دیدہ ام آزاد تاقبلہ
بہ سمت آستانے کج کلاہِ کرد ام پیدا

جب یہ سائل قافلہ امیر خسروؒ کے قریب پہنچا تو حضرت امیر خسروؒ نے فرمایا کہ کیا تم آستانہ محبوب الٰہیؒ سے تشریف لا رہے ہو؟ سائل نے کہا ہاں۔ اور اپنی حاجت کا ذکر کیا حضرت امیر خسروؒ نے سائل سے فرمایا کیا محبوب الٰہی کی جوتیوں کو مجھے فروخت کرو گے؟ سائل نے کہا ان مستعملہ جوتیوں کی کیا قیمت ہو گی۔ جو کچھ بھی دینا ہے دے دو۔ حضرت امیر خسروؒ نے اپنے پیر و مرشد کی جوتیوں کو اپنے سارے سامانِ قافلہ کے عوض خرید کر انتہائی انبساط و سرور میں جھومتے ہوئے حضرت محبوب الٰہیؒ کے کاشانۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے حضرت امیر خسروؒ سے استفسار فرمایا کہ ان جوتیوں کو کتنے میں خریدا ہے۔ حضرت امیر خسروؒ نے فرمایا کہ اس کی قیمت کیا ہو سکتی تھی کہ میں ادا کر سکتا۔ جو کچھ مال میرے پاس تھا اس کو دے کر میں نے یہ جوتیاں خریدی ہیں حضرت نظامؒ نے فرمایا' "ارزاں خریدست خسروؒ"' یعنی خسروؒ نے جوتیوں کو سستا خریدا۔

دعا ہے کہ رب کریم حضور اقدس ﷺ کے نعلین اقدس کے طفیل۔ اس پروردۂ نعلین 'ننگِ اسلاف' مؤلف کتاب' **مترجمین** کتاب' ناشرین اور جمیع قارئین و سامعین کتاب کو آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے نعلین پاک سے وابستگی کو قوی سے قوی تر فرمائے اور اس کتاب میں تحریر کردہ معجزات و برکات نعلین

کے فیوضات سے سرفراز فرمائے۔

آخر میں دعا ہے کہ رب العالمین اس ناخلف کے اسلاف و والدین جلالۃ العلم حضرت علامہ سید شاہ حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ) و حضرۃ سیدہ احمد صاحبزادی خیر النساء رحمۃ اللہ علیہما کی ارواح کو میری اس کاوش کا اجر و ثواب مرحمت فرمائے، جن کی تربیت و سرپرستی میں جذبہ جاں نثاری و حسن عقیدت ہماری گھٹی میں پڑی۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِيَ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ آمین بجاہ حبیب الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اَللّٰهُم إِنا نَسْئَلُكَ التَوْبَة الكَامِلَة و المَغْفِرَة الشَامله والمحبَةَ الجَامعة والرُوْح الصَافِية والمَعْرِفَة الوَاسعَة والانوار السَاطعة والشَّفَاعَة القَائِمَة والحُجّةُ البَالِغَةُ، والدَرجَةَ العَالِيَة، وفك وثاقنا من المَعَاصي والهمنا من نعمة مواهب المنة۔

خاکپائے اہل اللہ

ابوالقاسم سید جلال الدین قادری الجیلانی

جمال پادشاہ

۱۰/ صفر ۱۴۲۱ھ

۱۴/ مئی ۲۰۰۰ء

Address:
793 Dulles Rd. Apt A
Des Plaines IL 60016 (U.S.A)
WEBSITE:WWW.HABIBIA.COM
E-mail:
SJQuadri@yahoo.com
SJQuadri@hotmail.com
Phone/Fax:1-847-690-1948

نوٹ: اس تحقیقی مقالہ کا عربی و انگریزی ترجمہ انشاء اللہ عنقریب قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

اہم گذارش

آپ حضرات قابل مبارکباد ہیں کہ آقائے نعمت ﷺ کے نعلین پاک کی تماثیل کے دیدار سے مشرف ہوئے ہیں اور ان کی عظمتوں کے بارے میں علمی و عرفانی دلائل کو پڑھا اور ان کی برکتوں کو پوری طرح دلنشین کیا۔

اب آپ حضرات سے دلی خواہش ہے کہ اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اور جمیع پروردۂ نعلینِ پاک حضور ﷺ یعنی اس کتاب کے جملہ ناشرین، مترجمین اور مولفِ کتاب کے اہل و عیال و جملہ اُمت محمدی ﷺ کی دنیاوی و اُخروی سرخروی کے لئے دعا فرمائیں۔

بِسمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم o

پیشوائی

پروفیسر حفیظ تائب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایک طرف تو ایمان کی شرط اولیں ہے تو دوسری طرف یہ سیرت طیبہ اور متعلقات سیرت کے نت نئے مضامین سجھاتی چلی جاتی ہے اور ہر دور میں سیرت نگار اس عظیم موضوع کے نئے نئے پہلو تلاش کر کے سامنے لاتے رہتے ہیں۔

سیرت و مغازی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفصیلات کو محفوظ اور قلمبند کرنے کا سلسلہ پہلی صدی ہجری اور عہد صحابہ میں شروع ہو گیا تھا،لیکن اب تک کتب سیرت میں اولیت کا شرف پانے والی حضرت عروہؓ بن زبیرؓ کی کتاب "مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں جا کر سامنے آئی۔اس کتاب کے ذریعے کئی نئے گوشہ ہائے سیرت پر روشنی پڑتی ہے۔ساتھ ہی سیرت اطہر کے موضوع پر کچھ نہ کچھ لکھنے والے چند صحابہ کرام، تابعین وغیرہ کا ذکر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے محاکمۂ کتاب سیرۃ ابن اسحٰق میں کیا ہے اور جن کی تعداد ۳۳ تک پہنچتی ہے۔ان اصحاب کے بعد ابن اسحٰق کا کام سامنے آتا ہے، جسے صرف چند برس پہلے سیرت کی اولیں کتاب مانا جاتا تھا اور جس کے بیشتر حصے سیرت ابن ہشام کے ذریعے دستیاب تھے۔مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبیؐ (جلد اول) کے

مقدمے میں عربی سیرت نگاروں کی طویل فہرست پیش کی ہے جس سے مسلمانوں کے اس موضوع شریف سے قلبی تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔

یہ موضوع مختلف زبانوں اور ملکوں میں مسلسل پھولتا پھلتا رہا اور اس کی نوبنو وسعتیں اور امکان سامنے آتے چلے گئے۔نئے علوم کے حوالوں سے بھی سیرت اقدس کے مطالعات برابر ہو رہے ہیں۔

حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے استعمال میں رہنے والی چیزوں سے اُمّتیانِ مصطفٰےؐ کو ہمیشہ خاص شغف رہا ہے۔چنانچہ فضائل نعلین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل نظر کے لیے خاص موضوع تحقیق رہا ہے۔

۱۰۳۰ھ میں امام احمد المقری المغربی المالکی رحمتہ اللہ علیہ (زمانہ ۹۹۲ہجری تا ۱۰۴۱ہجری) نے "فتح المتعال فی مدح النعال" کے عنوان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک اور ان کے نقش مقدس کے فضائل پر ایک بہت جامع و وقیع کتاب لکھی، جس میں بقول مصنف اس موضوع پر امام ابن عساکر، شیخ سبتی اور بلقینی کی کاوشوں کو یکجا کر کے کئی اضافے بھی کیے گئے ہیں۔اس کتاب میں نعلین مقدس کے طول و عرض شکل وصورت اور فیوضات و برکات کے تذکرے کے ساتھ، نعلین مبارک کے چھ نقوش مبارک کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس قابل قدر کتاب پر علامہ احمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالوارث المالکی الصدیقی، الشیخ عبدالکریم القاضی قاہرہ، شیخ احمد بن محمد الغنیمی الخزرجی

الانصاری، شیخ تاج الدین بن احمد بن ابراہیم المالکی خطیب و امام بیت اللہ شریف کی تقاریظ---اور شیخ احمد شہاب الدین الخفاجی، علامہ عبدالحیٔ لکھنوی، امام یوسف النبہانی اور فاضل بریلوی امام احمد رضا خان بریلوی، اور مولانا اشرف علی تھانوی کے تحسینی کلمات موجود ہیں۔اس ایڈیشن میں شامل ابو القاسم سید جلال الدین قادری الجیلانی جمال پادشاہ کا تفصیلی مقدمہ، محترم المقام طارق درانی کی روح پرور تبریک---اور راجا رشید محمود، حسن اختر احسن، خواجہ غلام قطب الدین فریدی، محمد شہزاد مجددی کے بھرپور تاثرات اہم اضافے ہیں۔

فاضل مصنف نے پہلے اس موضوع پر النفحات العنبریہ فی نعال خیر البریہ نام کی کتاب لکھی مگر تشنگی دور نہ ہوئی اور مزید تحقیق جاری رہی اور بالآخر وہ یہ تفصیلی کتاب لکھنے کے قابل ہوئے۔اس کتاب کے مقدمہ میں نعل، قبال، شراک اور شسع کے مطالب بیان کیے گئے ہیں۔باب اول میں ان احادیث مبارکہ کا ذکر ہے جن میں نعل شریف کا تذکرہ ہوا ہے۔باب ثانی میں نعلین مبارک کی مختلف تصاویر اور ان کے ناقلین کا تذکرہ ہے۔باب الثالث ان قصائد پر مشتمل ہے، جو مختلف اہل عقیدت و محبت نے نعلین مبارک کی شان میں لکھے۔جبکہ باب رابع میں نعلین کے فوائد و خواص کا ذکر ہے۔

اس کتاب میں جو عربی اشعار شامل ہیں، ان میں معارف و محبت کی ایک دنیا آباد ہے۔میں جب یہ اشعار دیکھ رہا تھا تو میرا دھیان نعلین مبارک اور نقش پائے اقدس کے موضوع پر مشرقی زبانوں میں لکھے ہوئے اشعار کی طرف گیا۔ان اشعار میں سے کچھ یہاں پیش کر کے شریک سعادت ہوتا ہوں۔

سریر عرش را نعلین او تاج
امین وحی و صاحب سرّ معراج

نظامی گنجوی (المتوفی ۱۲۰۵ء)

بر زمینے کہ نشان کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

حافظ شیرازی (المتوفی ۱۳۸۹)

ادیم طائفی نعلین پاکن — شراک از رشتۂ جانہائے ماکن
جہانے دیدہ کردہ فرش رہ اند — چو فرش اقبال پا بوس تو خواہند
ز حجرہ پائے در صحنِ حرم نہ — بفرق خاک رہ بوساں قدم نہ

چوں سوئے من نظر آری منے مسکیں زنداری
فدائے نقش نعلینت کنم جاں یارسول اللہ

مولانا عبدالرحمٰن جامی (المتوفی ۱۴۹۲ء)

سراپا نور حق نامِ خدا کہیے نہ کیوں اس کو
کہ جس کا نقش پا ہو جبہ سا ساری خدائی کا

شیخ قلندر بخش جرأت (المتوفی ۱۸۱۰ء)

موم پتھر کو یہ اس فخر سلیماں نے کیا
حلقہء خاتم، نگین نقش پا کا ہو گیا

مفتی امیر احمد 'امیر مینائی (المتوفی ۱۹۰۰ء)

خدا تار رگِ جاں کی اگر عزت بڑھا دیتا
شراکِ پاکِ نعلِ سیدِ لولاک ہو جاتا

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضورؐ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

مولانا حسن رضا خان (المتوفی ۱۹۰۸ء)

ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاجِ سر بنتے ہیں سیاروں کے

مولانا احمد رضا بریلوی (المتوفی ۱۹۲۱ء)

اسی وی چم لیے اوہ جوڑا جو طائف تھیں آیا
جاناں دا وٹ ڈورا جس وچ عشاقاں نے پایا

پیر فضل گجراتی (المتوفی ۱۹۷۲ء)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیارا بڑی شان والا
سنے جوڑے عرشاں تے چڑھ جان والا

(نامعلوم)

تیرے جوڑیاں دے وچ اپنی جان دے تسمے پا کے
جی کردا اے ساری عمراں تیرے پیریں ہنڈاں

بشیر حسین ناظم (زندہ)

رشک دنیا کے سلاطین کریں مجھ پہ سخیؔ
ان کے پاپوش کو یوں تاج بنا رکھا ہے

سخی کنجاہی (زندہ)

مشکلات دہر سے شہزادؔ ملتی ہے نجات
زیبِ سر ہو جائے جب تمثیل پاپوش رسولؐ

محمد شہزاد مجددی (زندہ)

ذرے اُس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے
جس جگہ آپ نے نعلین اتارے ہوں گے

خواجہ غلام قطب الدین فریدی (زندہ)

نعلین مبارک کی مثال ایک یہ سوجھی
اترے ہوئے دوچاند تھے طیبہ کی زمیں پر

حفیظ تائب (زندہ)

اصل عربی کتاب چیندھڑ شریف میں درگاہ خواجہ گوہر الدین احمد رحمتہ اللہ علیہ سے خواجہ محمد یوسف گوہر اور قاری محمد شاہد جمیل صاحب کے ذریعہ دستیاب ہوئی اور اس کا اردو ترجمہ مع تقدیم علامہ مفتی محمد خان قادری اور علامہ محمد عباس رضوی کے ذوق وشوق اور حسن عقیدت کا آئینہ

دار ہے۔کتاب کی اشاعت کا اہتمام جناب محمد طفیل مدنی بھٹی نے چند دوستوں کی معاونت کے ساتھ اور حضرت محبوب الرحمٰن نقشبندی سجادہ نشین عیدگاہ شریف راولپنڈی کی دعاؤں سے کیا ہے۔ اللہ کریم ان سب حضرات کو جزائے خیر دے اور یہ ترجمہ اردو دان طبقہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزید پھیلانے کا ذریعہ بنائے۔

حفیظ تائب

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

19 اگست 2000ء

محبت کا اپنا گھر

خواجہ غلام قطب الدین فریدی

کارخانۂ قدرت میں سب سے قیمتی چیز محبت ہے۔ یوں تو محبت کے بے شمار رنگ ہیں مگر بے رنگ خالق و مالک سے کی جانے والی محبت ازلی و ابدی کہلاتی ہے۔ بندہ جب اس نعمت عظمیٰ کی جستجو میں مصروف ہوتا ہے تو نہ جانے کہاں کہاں کی خاک چھانتا ہے اور در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ ایسے میں اس کا مطلوب یعنی محبوب حقیقی اپنی جانب اس کی یوں راہنمائی فرماتا ہے کہ ﴿**قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**۔﴾ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں اپنی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں رکھ دیا ہے، ظاہر ہے قیمتی چیز کو رکھنے کے لیے عمدہ جگہ درکار ہوتی ہے۔

اتباع پیروی کا نام ہے اور پیروی کسی کے قدم سے قدم ملا کر چلنے کو کہتے ہیں، گویا حضور نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم کو Follow کرنا اور اپنی منزل یعنی محبت الٰہی کے حصول کے لیے نقش پائے رسول ﷺ کو اپنا حقیقی قائد اور راہنما تسلیم کرنا اتباع رسول ہے جس سے بندے اور رب کے درمیان محبت کی نسبت قائم ہوتی ہے اور یہی محبت کا اپنا گھر ہے۔

ایسے ہی شرف کی بنا پر حجر اسود اور مقام ابراہیم پتھر ہونے کے باوجود بوسہ گاہ اور مصلےٰ بن گئے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم کی یہ عظمت ہے تو نقش پائے سید المرسلین ﷺ کا کیا مقام ہوگا۔

۱۔ از مقام مصطفیٰؐ اپرسی اگر برسرِ عرش خدا پائے نبیؐ

حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ

ترجمہ: اگر مقام مصطفیٰؐ پوچھنا چاہتے ہو تو اندازہ کر لو کہ خدا کے عرش پر پائے رسول ﷺ ثبت ہیں۔

حافظ شیرازی نے بجا طور پر فرمایا کہ!

۲۔ بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

ترجمہ: جس زمین پر آپ ﷺ کے تلووں کے نشان ہوں گے اہل نظر سالہا سال وہاں سجدے کرتے رہیں گے!

نسبت محبت کا کمال دیکھیے اللہ تعالیٰ نے اس گھوڑے کے قدموں سر اڑنے والی مٹی کی قسم اٹھائی ہے جس پر حضورؐ کا غلام سوار ہے۔

والعٰدیٰت ضبحاً۔ فالموریٰت قدحاً۔ فالمغیرات صبحاً۔
فاثرن به نقعاً۔ فوسطن به جمعاً۔ سوره عادیٰت

ترجمہ: قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی۔ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر پھر صبح ہوتے تاراج کرتی پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں۔

مقام توجہ ہے کہ مٹی کو قدم سے نسبت ہے قدم کو گھوڑے سے گھوڑے کو سوار سے اور سوار کو حضور ﷺ سے نسبت ہے جس کی وجہ سے اس مٹی کی قسم اٹھائی جا رہی ہے جو گھوڑے کے قدموں سے اڑ رہی ہے! اور پھر جو خاک نقش پا کی شکل اختیار کر جاتی ہے اس کی عظمت اس خاک کو باقی ہر قسم کی خاک سے ممتاز کر دیتی ہے۔

۳۔ گرد نعلین تو عز و جاہ من سنگ باب تست سجدہ گاہ

آپؐ کی گرد نعلین میرے لیے عزت اور وقار ہے آپؐ کا سنگ در میری سجدہ گاہ ہے۔

عشاق اسی نسبت کے طفیل خاکپاء اولیاء کی عظمت اور تاثیر پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم صوفی بزرگ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ آنکھ کی جملہ امراض کے لیے درج ذیل شعر لکھ کر عطا فرماتے تھے۔

اذا مامقلی رمدت فکحلی — تراب مس نعل ابی تراب
هوالبكاء فی المحراب ليله — هوا الضحاك فی يوم الضراب

جب میری آنکھیں بیمار ہوتی ہیں تو میں نعلین علیؓ سے چھونے والی مٹی کو سرمہ بنا لیتا ہوں، وہ علیؓ جو رات کو محراب میں روتے رہتے ہیں اور دن کو میدان جنگ میں قہقہے لگاتے رہتے ہیں۔

کالکا پرشاد دلو رام کوثری اور دیگر ہندو شاعروں نے بھی حضور ﷺ کے نعلین مبارک یا پاء رسول ﷺ تک رسائی کو اپنے لئے معراج سمجھا۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہو جائے اگر سارا جہاں درھم و دینار — لیکر کے زمین تابہ فلک مال کے انبار
دریا بنیں موتی سبھی پارس بنیں کہسار — اک سمت کھڑے ہوں جو میرے سید ابرار
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کوئی کیا لے — نعلین کف پائے نبی سر پہ اٹھا لے
ہے پائے محمد سر دلو رام — یہی نسبت میری اوج پر دال ہے
دیر سے نور چلا اور حرم تک پہنچا — سلسلہ میرے گناہوں کا کرم تک پہنچا
تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا — میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

الحمدللہ علی احسانہ کہ یہ سعادت میرے کرم فرما جناب محمد طفیل بھٹی صاحب کے حصے میں آئی کہ وہ اس موضوع پر ایک کتاب بڑی کاوش کے ساتھ منظر عام پر لا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ بارگاہ رسالت میں اسے قبولیت کا شرف حاصل ہو۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں!

(حسن رضا خان بریلوی)

غلام قطب الدین
آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی
گڑھی شریف ضلع رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاں فدائے نقشِ نعلین رسول ﷺ

اللھم صَلِ وسلم عَلٰی مَرجعِ القلوب والارواح بعدد کل صاحب الاحزان والافراح و علی آلہ و اصحابہ الرّاجعین الی الفوز والفلاح۔

پاک ہے وہ ذات ہر نقص وعیب سے جس نے اپنے پیاروں کے ساتھ نسبت رکھنے والی اشیاء کو بھی متبرک ومعظم فرما دیا۔

ارشاد باری تعالٰی ہے :

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب (پ ۱۷-۱۱۴)

ترجمہ: اور جو اللہ تعالٰی کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے، یعنی اللہ تعالٰی کے محبوب بندوں سمیت ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں اور مقامات ومکانات کی تعظیم و تکریم پرہیزگاری اور تقوی کی علامات میں سے ہے۔

حق تعالٰی شانہ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں :

انّ الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔

بے شک صفا ومروہ اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے ہیں ۔

پہلی آیت میں قربانی کے ان جانوروں کو جو ذبیح اللہ علیہ السلام کی جانثاری کی یاد میں ذبح کیے جاتے ہیں مولا کریم نے اپنی نشانیاں فرمایا ہے اور دوسری آیۂ کریمہ میں ان پہاڑیوں کو جو حضرت اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام کی والدہ ماجدہ سیدہ ہاجرہ کی سعی کے شرف سے مشرف ہوئیں۔

اللہ اللہ!......

رب تعالٰی نے اس ادا کو ایسا پسند فرمایا کہ ساتھ ہی اس مقام کو بھی فضیلت بخش دی، اب تا قیامت بندگان خدا صفا و مروہ پر سعی کرتے ہوئے اس سعیٔ مشکور کی یاد تازہ کرتے رہیں گے ۔ اس دوران اللہ کے محبوب نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ سے جو چشمہ پھوٹا اسے بھی مقدس و مطہر قرار دے کر "آب زم زم" کی صورت میں مسلمانوں کے لیے روح افزا مشروب فراہم کر دیا۔

یاد رہے اس پانی کی فضیلت کا باعث یہ ہے کہ اسے ذبیح اللہ کی ایڑیوں سے نسبت ہے اور یہی وہ خاص پانی ہے جسے کھڑے ہو کر پینا مستحب و مسنون ہے۔

اس تناظر میں حرم کعبہ کے صحن میں نصب وہ پتھر بھی اہل ایمان کو دعوت نظارہ دے رہا ہے جس پر سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے قدمین شریفین کے نشانات ثبت ہیں اور انگلیوں والا حصہ واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔

یہ وہی سنگ سعید ہے جسے رب تعالٰی نے قرآن پاک میں "مقام ابراھیم" کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔

واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی (البقرۃ نمبر ۱۲۵)

اور مقام ابراھیم کو نماز کی جگہ بنالو۔

مقام ابراھیم کی نمایاں فضیلت یہ ہے کہ اس پر اللہ کے خلیل کے قدم لگے ہیں۔

بہ مقامے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدہ گہ صاحب نظراں خواہد بود

اسی طرح حجر اسود بھی ایک پتھر ہے لیکن اسے عام پتھروں پر فضیلت ہے ۔ اسے چومنا، چھونا یا دور ہی سے اشارۃً مس کرنا مسنون و باعث اجر وثواب ہے، کیونکہ اسے اللہ کے محبوب نے بوسہ دیا ہے یہ جنت سے آیا ہے، اسے اللہ کا دایاں ہاتھ (بلا کیف) کہا گیا ہے۔ یہ اپنے پاس آنے والوں کو پہچانتا ہے اور قیامت کے دن ان کی شفاعت کرے گا۔

(مختصر مقاصد الحسنة ص ۱۱۱)

(الجامع الصغیر ج ۱ ص ۴۳ ص ۱۵۱) (مطبوعه بیروت)

ادب، تعظیم، تکریم اور احترام کی بنیاد ان جذبات محبت و عقیدت پر ہے، جو محبّ کے سینے میں اپنے محبوب کے لیے موج زن ہوتے ہیں۔

محبِّ صادق کے لیے ضروری ہے کہ وہ محبوب کے تمام خصائل، شمائل اوصاف و عادات، افعال و اقوال، رفتار و گفتار بلکہ اس کی ہر ادا اور اس سے تعلق رکھنے والی ہر شے سے والہانہ لگاؤ بھی رکھتا ہو۔ اور اس سے منسوب ہر چیز کو دل و جان سے زیادہ عزیز بھی سمجھتا ہو۔

الغرض انکی ہر ہر ادا پر درود
انکی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات میں سے ایک خاص سوغات آپ کے "نعلین شریفین" یعنی وہ جوتا مبارک جسے آپ کے نورانی قدموں سے مس رہنے کا شرف حاصل ہوتا رہا اور پھر

جمال ہمنشین در من اثر کرد کے مصداق

وہ پاپوش اطہر بھی لائق تکریم و تعظیم ٹھہری۔ اہل محبت نے نعلین تو کیا اس کے نقش اور تمثیل کو بھی بابرکت قرار دیتے ہوئے اپنے سر کا تاج بنا کر رکھا۔ کیونکہ محبوب کی یاد دلانے والی ہر چیز بھی محبوب ہوتی ہے۔

بادشاہوں کے سروں پر تاج ہیں جس کے طفیل
سید سادات کے نعلین کی باتیں کریں

عشق و تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو سبق ہمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پڑھایا ہے اس کا ایک باب آثار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام پر مشتمل ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے کفش بردار ہیں اور آپ کا لقب "صاحب النعلین" ہے۔

اس جلیل القدر اور خوش نصیب ہستی کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور اکرم علیہ السلام جب کسی مجلس میں پاپوش اتار کر بیٹھتے تو یہ پاپوش مبارک کو ایک چمڑے کے تھیلے میں ڈال کر بڑی محبت سے اپنے سینے کے ساتھ لگا کر بیٹھ جاتے۔ جیسے ہی مجلس برخاست ہوتی نعلین پیش کرتے اور بعض اوقات پہنانے کا شرف بھی حاصل کرتے تھے۔

مشکلات دہر سے شہزاد ملتی ہے نجات
زیب سر ہو جائے جب تمثیل پاپوش رسول

شیخ کامل حضرت ابو جعفر احمد بن عبدالمجید بیان کرتے ہیں

میں نے ایک طالب علم کو نعل مبارک کی مثال بنا کر دی، وہ ایک دن میرے پاس آکر کہنے لگا:

میں نے پچھلی رات اس نعل کی عجیب برکت دیکھی ہے!

میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا،

پچھلی رات میری بیوی کو شدید درد و تکلیف شروع ہوئی، قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتی۔ میں نے نعل مبارک کی مثال درد والی جگہ پر رکھتے ہوئے یہ دعا کی۔

"اللھم ارنی برکة صاحب هذه النعل" فشفاها الله للحين ó "

اے اللہ مجھے اس نعل والے کی برکت کا مشاہدہ کروادے، تو اللہ تعالی نے اسی وقت شفا عطا فرمادی۔

حضرت ابو اسحاق، حضرت ابو القاسم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

اس کی برکات کے سلسلے میں میرا یہ تجربہ ہے۔

: کہ جس نے اسے بطور تبرک اپنے پاس رکھا وہ باغیوں، حاسدوں، دشمنوں اور شیطانوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اگر حاملہ عورت اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھے تو اللہ تعالی کی توفیق و عنایت سے اس پر آسانی ہو جائے گی۔ (جزء تمثال النبی: مترجم ص ۱۴۔۱۵)

ابراھیم بن محمد کہتے ہیں کہ شیخ ابوالقاسم بن محمد نے مثال نعل نبوی کی اپنے ہاتھ سے مثل بنائی اور مجھے عطا کی۔ اسی طرح ابوالقاسم خلف بن بشکوال، امام ابوبکر بن العربی، حافظ ابوالقاسم مکی، شیخ ابو زکریا عبدالرحیم، شیخ محمد بن حسین الفارسی ہر ایک نے کہا کہ ہمارے اساتذہ نے ہمیں اس کی مثال عطا فرمائی اور یہ سلسلہ محمد بن جعفر التمیم تک پہنچتا ہے اور انہوں نے شیخ ابو سعید عبدالرحمٰن بن محمد عبداللہ سے مکۃ المکرمہ میں مثال حاصل کی تھی۔ (ایضاً ص ۱۲)

سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کو اپنے سر کا تاج سمجھنے والے صلحاء و عرفاء امت کی کثیر تعداد نے اس کے فیوض و برکات سے استفادہ کر کے خود ایسا مقام و مرتبہ پایا کہ ان کے نعلین اور کھڑاؤں بھی بابرکت اور پر تاثیر ہو گئے۔

ذرے جھڑ کر تیری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے (حدائق بخشش)

حضرت داتا گنج بخش سیدنا مخدوم علی ہجویری قدس سرہ کے جوتے کی پرواز اور پھر اس کی ضرب سے رائے راجو کا اوپر سے نیچے آنا مشہور و معروف واقعہ ہے۔

حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے جوتے کی ضرب سے ان کے مرید پر حملہ آور ڈاکو کا مجروح و مضروب ہو کر بھاگ جانا بھی کرامات غوثیہ میں سے ایک معروف کرامت ہے۔ حالانکہ آپ کا یہ عقیدتمند کسی دور و دراز علاقے میں تھا۔ سچ ہے کہ جو قدم مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے قدم پاک کے تابع ہو جائے اور ان کی اتباع کے شرف سے مشرف ہو جائے تو اسے محبوبیت خاصہ الٰہیہ کی سعادت حاصل ہوتی ہے، ایسے ہی اقدام ہیں جن کی پیروی بندگان خدا کے لیے باعث فلاح و نجات ہے۔

: صراط الذین انعمت علیھم
میں ایسے ہی انعام یافتگان کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ

اللہ کا محبوب بنے جو تمھیں چاہے
اسکا تو بیان ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو (ذوق نعت)

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی اولیاء کاملین میں سے ہیں جو کمال متابعت کے باعث محبوب و مراد قرار پائے۔

آپ کے نہایت مخلص مرید اور جلیل القدر خلیفہ حضرت شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ۔ جب وہ تکمیل سلوک کے بعد اپنے وطن روانہ ہونے لگے تو حضرت امام ربانی شیخ احمد سرھندی فاروقی قدس سرہ نے مشائخ کے دستور کے مطابق انہیں خرقہ خلافت عطا فرمانا چاہا، لیکن شیخ حمید علیہ الرحمۃ نے عرض کیا! کہ

"مجھ کو بجائے خرقہ کے کفش مبارک کافی ہے"

چنانچہ حسب التماس حضرت نے کفش مبارک عنایت فرمائے۔

آپ نے ان مبارک جوتوں کو دانتوں سے اٹھایا اور جب تک طاقت رہی دانتوں سے اٹھائے رہے، بعد ازاں سر پر باندھا اور بصد گریہ و زاری و بے قراری الٹے پاؤں روانہ ہوئے۔ شیخ نے ان کفش مبارک میں جو دولت پائی وہ قیصر و کسری کو کہاں نصیب۔ جو لوگ آپ کو رخصت کرنے کے لیے گئے تھے، بیان کرتے تھے کہ آپ اسی ہیئت سے چلے جارہے تھے اور آخر میں ان کو دستار میں باندھ کر اپنے سر کا تاج بنالیا تھا اور اسی طرح اپنے وطن تک گئے۔

صاحب "زبدۃ المقامات" تحریر فرماتے ہیں:

"اس وقت جبکہ اس بات کو بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے وہ کفش مبارک اس دیار میں متبرک اور زیارت گاہ ہے، اہل حاجات مشکلات سے نجات حاصل کرنے کے لیے اور مریض شفا پانے کے لیے آتے ہیں اور اپنی مرادوں کو حاصل کرتے ہیں حتی کہ اس علاقہ میں طبیبوں کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے۔ واقعی شیخ نے جو فیض پایا ان جوتیوں کی بدولت پایا۔ (زبدۃ المقامات فارسی ص ۳۱۲)
(احضرات القدس مترجم ص ۳۴۰)۔

اگر خاکے ازیں کو بر سر آید
مرا بہتر ز چندیں افسر آید

لائق توجہ امر یہ ہے کہ جس کے غلاموں کی جوتیوں میں ایسی تاثیر ہے اس سید وسرور کی نعلین پاک کی شان کیا ہوگی۔

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم   اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری (م ۱۲۲۵ھ) قدس سرہ فرماتے ہیں۔

" ولا هل الاعتبارههنا استنباط و هو ان فى كل مكان مكث فيه رجل من اهل الله تعالى حينا من الدهر ينزل هناك بركات من السماء و سكينة تجذب القلوب الى الله تعالى و يتضا عفر هناك اجرالحسنات و كذا وزرالسيئات " - تفسير مظهري ج نمبر ١ ص ١٢٨)

(ترجمہ) معتبر علماء اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ہر وہ مقام جہاں اللہ تعالیٰ کا کوئی محبوب و مقرب بندہ ٹھہرا ہو خواہ کچھ وقت کے لیے ہی کیوں نہ ہو، آسمانی برکات و فیوضات کا مہبط بن جاتا ہے وہاں جاکر دلوں کو اللہ کی طرف کشش ہوتی ہے، نیک اعمال کا ثواب ایسے مقام پر اور بڑھ جاتا ہے اور گناہ کی سزا بھی زیادہ ملتی ہے۔

محدثین کرام نے شروح کتب احادیث میں جابجا تبرک بآثار الصالحین کے حوالے سے احادیث کی روشنی میں تصریحات فرمائی ہیں۔

حضور علیہ السلام کے آثار و آیات سے استفادہ اور تبرک کا حصول صحابہ کرام علیہم الرضوان کے معمولات میں شامل تھا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نعلین پاک کی شان و عظمت اور تقدس و فضیلت میں کسے شبہ ہو سکتا ہے، لیکن ایسی بات جو مبنی بر حقیقت نہ ہو اور زمرہ کذب میں آتی ہوا سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے تبرکات کی طرف منسوب کرنا بھی بے ادبی ہے، کیونکہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار - (متفق عليه)

جس نے قصداً میری طرف جھوٹی بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لیا۔

لہذا اس موقع پر یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ نعلین پاک کے حوالے سے بیان کی جانے والی درج ذیل روایت موضوع اور غلط ہے۔

يا محمد! لا تخلع نعليک فان العرش يتشرف بقدومک متنعلا ۔

اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم نعلین نہ اتاریئے عرش آپ کے نعلین پہن کر آنے سے شرف حاصل کرے گا۔ امام احمد المقری المالکی رحمہ اللہ صاحب "فتح المتعال" نے اس پورے قصہ کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور علامہ امام عبدالحئی لکھنوی رحمہما اللہ نے بھی اس روایت کو جھوٹ باطل اور موضوع ہی کہا ہے۔ (الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ ص ۳۳)، (احکام شریعت (ص ۱۶۶ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)۔

اس قسم کی اور بہت سی موضوع روایات ہیں جنہیں قصہ گو قسم کے واعظین محض لوگوں کی خوشنودی کے حصول اور زیب داستان کے لیے جلسوں میں بیان کرتے رہتے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ، ہمیں حق آگاہ اور حقیقت شناس بنائے۔ آمین۔

آخر میں کتاب "فتح المتعال فی مدح النعال" یعنی فضائل نعلین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصنف، مترجمین ناشرین اور محرکین کے لیے جزائے خیر و اجر عظیم کی دعا کے ساتھ مزید توفیق خیر حق تعالیٰ شانہ سے طلب کرتا ہوں۔ رب کریم سرکار رحمۃ للعلمین علیہ التحیۃ والتسلیم کے نعلین شریفین کے طفیل ہمیں اخلاص حقیقی کی نعمت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین، بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین۔

احقر العباد: محمد شہزاد غفرلہ والوالدیہ

المجددی السیفی

۴۹ ریلوے روڈ دار الاخلاص لاہور، پاکستان۔

فضائل تبرکات رسولؐ

محمد الطاف نیروی

نائب خطیب جامع مسجد داتا دربارؒ - لاہور

محترم جناب طفیل بھٹی صاحب کے حکم، ارشاد، اصرار پر چند باتیں بزرگوں کی کتابوں سے اہل محبت کے لیے پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ شرف قبولیت کے پھول کی خوشبو سے بہرور کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اجرنی عن اوّل شیئی خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قدخلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل ذالک النوریدور بالقدوة حیث شاء الله تعالیٰ ولم یکن فی ذالک الوقت لوح ولاقلم ولا جنة ولا نار ولا ملک ولاسماء ولارض ولاشمس ولا قمر ولاجن ولا انس فلما اراد الله تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذالک النور اربعة اجزاء فخلق من الجزا الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزاء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملئکة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول السمٰوٰت ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار الی اخره آپ مجھے یہ بتائیں کہ سب سے پہلے اللہ

تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا پھر وہ نور اللہ تعالیٰ نے جہاں چاہا وہاں رہا اس وقت نہ لوح محفوظ تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتے تھے نہ آسمان، نہ زمین تھی نہ سورج، نہ چاند تھا نہ جن و انس پس جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا پہلے حصے سے قلم دوسرے حصے سے لوح محفوظ تیسرے حصے سے عرش پیدا کیا۔ چوتھے حصے کو پھر تقسیم کیا اور اس کے چار حصے کیے پہلے حصے سے عرش کو اٹھانے والے پیدا کیے دوسرے حصے سے کرسی کو پیدا کیا اور تیسرے حصے سے فرشتوں کو پیدا کیا چوتھے حصے کو پھر چار حصوں میں تقسیم کیا پہلے حصے سے آسمان دوسرے حصے سے زمین اور تیسرے حصے سے جنت، دوزخ پیدا کی چوتھے کو پھر تقسیم کیا اور باقی چیزیں پیدا کیں الغرض جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نور کے ساتھ دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو آپ کا نوری فیضان آپ کے اعضاء کے وسیلہ سے لوگوں تک پہنچنا شروع ہوا تو آپ کے قدموں کی برکت نعلین پاک کے وسیلہ سے لوگوں تک پہنچنا شروع ہوئی جس کا بیان مندرجہ ذیل آیات و احادیث اور بزرگوں کے اقوال کے وسیلہ سے آپ کے سامنے موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ بے شک صفاء اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں یعنی صفاء اور مروہ دو نشانیاں ہیں یہ دونوں نشانیاں ایک طیب، طاہر، پاکیزہ، پاکباز عورت جو کہ ایک نبی کی بیوی اور ایک نبی کی والدہ کے قدموں اور جوتوں کی وجہ سے نشانیاں بنی ہیں یہ بات سورج سے بھی زیادہ روشن واضح ہے کہ جس وقت حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اسماعیل علیہ اسلام کے لیے پانی کی تلاش میں سات مرتبہ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر دوڑیں تھیں اس وقت آپ یقینی طور پر جوتا پہنے ہوئے دوڑی ہوں گی کیونکہ باریک کنکریوں اور نوک دار پتھروں اور باریک سنگ ریزوں پر جوتی کے بغیر دوڑنا مشکل تھا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو آپ کی وہ دوڑ بہت پسند آئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پہاڑیوں کو اپنی نشانیاں کہا ہے جن پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوتوں سمیت دوڑتی رہی ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جوتوں کے تلوں کے طفیل صفاء، مروہ کو شعائر، نشانیاں قرار دیا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کے نشانات حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کی ایڑیوں کے طفیل جو پانی نکلا ہے اسے اتنی عزت، حرمت، برکت عطاء کی کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے تاقیامت تبرک، متبرک ہے پینے کے بعد جو جائز دعا کرے قبولیت کے قوی، پختہ امکانات موجود ہوتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات اور کعبۃ اللہ جو کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی سب سے بڑی ارفع، اعلیٰ اور درجات، ثواب کے لحاظ سے اس سے کوئی بڑی عبادت گاہ دنیا کے اندر دستیاب، موجود نہیں ہے یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قدموں کا صدقہ ہے اور ان قدموں کے نشانات کو اللہ تعالیٰ نے تاقیامت محفوظ کرلیا ہے تاقیامِ قیامت جتنے بھی مسلمان مطاف کی زیارت کریں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان کو کعبۃ اللہ کے قریب موجود پائیں گے اور ان قدموں کی برکت سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ قدم ایسے پسند، محبوب ہوئے کہ ان قدموں کے نشانات کو محفوظ کرلیا اور فرمایا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى اور مقامِ ابراہیم کو مصلی پکڑو یعنی جس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات موجود ہیں وہاں قریب کھڑے ہوکر نماز ادا کرو محبت، خوشی کا اظہار کرو، آثار، نشانیوں کے ساتھ پیار کرو اور آنکھوں کو اشکبار کرو اور دل کی کلیوں کے اندر نکھار پیدا کرو اور ساتھ ہی دعا کرو اور قبولیت کا یقیناً انتظار، اعتقاد کرو۔

قدموں والے کا ادب دیکھو کہ آج سے کئی ہزار سال پہلے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی تو اس وقت پتھر، ٹیلے، خاردار جھاڑیاں تھیں لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو سامنے رکھا اور حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے جو انہیں نور حاصل ہوا ہے اس کی روشنی میں دیکھا تو آپ نے ادب کے تقاضوں کو پورا کیا کہ کعبہ معظّمہ کی تعمیر کے دوران ادب، احترام، تعظیم کے پیشِ نظر آپ نے جوتے مبارک قدموں میں نہیں پہنے تاکہ قیامت تک ادب کی دنیا میں مثال قائم ہوجائے کہ اہل محبت، ادب ہی کامیاب، کامران ہیں جو اس کے خلاف ہیں وہ ذلت، رسوائی، خسران کے خوگر ہیں آخری خلاصہ، نتیجہ وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے پاؤں

حضرت ایوب علیہ السلام کو جب بیماریوں کی انتہا ہوگئی تو آپ نے کہا یااللہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے بڑا، زیادہ مہربان، رحم کرنے والا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا اے ایوب اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ مارو اپنے اس پاؤں کو ٹھنڈے پانی سے دھو اور پیو یعنی اے ایوب اپنے پاؤں کو زمین پر مارو پانی نکلے گا اس سے غسل کرو ظاہر کی تمام بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ اس کے بعد دوبارہ پاؤں کو مارو دوبارہ ایک ٹھنڈا چشمہ جاری ہوگا اسے پی لو تو انشاء اللہ باطنی تمام بیماریاں ختم ہو جائیں گی جس وقت آپ نے اپنے پاؤں کو زمین پر مارا تو یقینی بات ہے کہ آپ کے پاؤں میں جوتیاں موجود تھیں ان جوتیوں اور قدموں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانی اور شفاء عطاء فرمائی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتیاں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیوں کی قدرومنزلت کہیں بلند و بالا ہے۔ ذرا غور کریں کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ فلاں جگہ ملاقات کریں جب آپ ملاقات کے لیے وادی کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے موسیٰ علیہ السلام تم اپنے جوتے اتار دو کہ آپ عزت، احترام، شرف، بزرگی والی وُادی میں پہنچ گئے ہیں فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى آپ اس محبوب وادی میں جوتے اتار دیں ادھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جوتوں کو مکہ سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں کے اوپر اور وہاں سے لامکان پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جوتوں سمیت تشریف لے گئے راستے میں آپ نے جوتے اتارنے کی کوشش کی لیکن حکم ہوا اے پیارے تم جوتوں سمیت تشریف لاؤ تاکہ آسمانوں سے اوپر کی جو بھی دنیا ہے وہ آپ کے تلووں کی برکت حاصل کرسکے۔

اسی لیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین، ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حسن رضا خان صاحب نے ارشا فرمایا:

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

کسی نے عربی شعر کہا اور کمال کی بلندیوں کو چھولیا

عَلٰی رَأْسِ هٰذَا الْکَوْنِ نَعْلُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَتْ فَجَمِیْعُ الْخَلْقِ تَحْتَ ظِلَالِہٖ

اس دنیا کے سر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعل پاک موجود ہے وہ اتنی بلند، بالا، ارفع، اعلیٰ ہے کہ تمام کی تمام دنیا، کائنات اس کے سائے کے نیچے ہے۔

لوی الطور موسی نودی اخلع و احمد صلی اله علیه وسلم
علی العرش لم یُوذَن بِخلعِ تعاله

کوہ طور پہاڑ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کہ اپنے پاپوش اتار دیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش پر تشریف لے گئے اور نعلین، جوتیاں اتارنے کی اجازت نہ ملی

اور انہی جوتیوں والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت جب گھوڑوں کی طرف ہوئی تو اللہ تعالیٰ گھوڑے کے قدموں کی قسم کھاتا ہے اور فرمایا فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا اور اسی نعلین پاک کی برکتیں جب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچیں تو آپ نے اپنی جوتیوں کو حکم دیا کہ رائے راجو جو کہ ہوا میں اڑ رہا ہے اسے نیچے لے آؤ جوتیاں رائے راجو کو نیچے لے آئیں اور اس نے کفر سے توبہ کرلی اور مسلمان ہوگیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی برکت جب سیدنا شیخ عبدالقادرؒ تک پہنچی تو غوث پاک نے فرمایا میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے تو اس وقت کے تمام اولیائے کرام نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین پاک کی برکت جب حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمت اللہ علیہ تک پہنچی تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں روپے دے کر اپنے شیخ کی جوتیاں خرید کر کے اپنے سر کا تاج

بنالیا اور سامری بدنصیب نے حضرت جبرائیل کے گھوڑے کے پاؤں کے ساتھ لگی مٹی لے کر اس سے بچھڑا تیار کر لیا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کرنا شروع کر دیا الغرض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور اولیاء کرام کے قدموں اور جوتیوں کے طفیل اللہ تعالیٰ اہل دنیا کی تکالیف کو دور کرتا ہے اور ان کی حاجت روائی کرتا ہے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج شریف پر گئے تو آپ نے واپس آ کر کہا اے بلال میں نے تیری جوتیوں کی آواز جنت کے اندر سنی ہے حضرت زرائم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم جب مدینہ عالیہ میں وفد کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا اور برکت حاصل کی اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں پر خصوصی فضل، کرم فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین پاک کے طفیل اور کتاب کے مصنف کے طفیل جن جن حضرات نے جس حوالے سے بھی اس کتاب کی جو خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور دارین کی آفات، بلیات سے محفوظ فرمائے

قال را بگذار مرد حال شو
زیر پائے کامل پائمال شو

نائب خطیب جامعہ داتا دربار
محمد الطاف نیروی

حرفے چند

میرے آقا حضور ﷺ اگرچہ عالمین کی لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے لیکن ان کے بھیجے جانے کو (بعثت محمدی ﷺ کو) اہل ایمان پر اللہ کا احسان فرمایا گیا۔ شاید اس لیے کہ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے' اس کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت عطا کی گئی ہے' اسے کسی حدتک مجبور' کسی حدتک مختار بنایا گیا ہے...... اور انسانوں میں سے جو نیکی کی راہ پر چلتے ہیں' برائیوں سے بچانے والا دین اختیار کرتے ہیں' حضور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء پر اور آپ ﷺ کے خالق و معبود (جل وعلا) پر ایمان لاتے ہیں' وہی انسانوں میں افضل ٹھہرتے ہیں۔

حضور سرور کائنات علیہ واسلام واصلوٰۃ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ وہ دنیائیں بھی جو ہمیں معلوم ہیں اور وہ دنیائیں بھی جن تک ابھی انسانی آنکھ یا انسانی علم کی رسائی نہیں ہوئی' حضور ﷺ کی رحمت کی مرہون احسان ہیں۔ ان میں نظام ہائے شمسی میں اربوں کھربوں جہان بھی ہیں' افلاک وسماوات' شمس' قمر' نجوم وکواکب' ملائکہ' جنات' جمادات' نباتات' حیوانات...... کے عوالم بھی ہیں اور عالم انسانیت کے وہ خوش نصیب اور بہی بخت جنہیں اللہ کریم جل شانہ العظیم کے محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے محبت کا نشان امتیاز حاصل ہے' ان کے لیے حضور رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم کو رؤف ورحیم بھی بنا دیا گیا۔

جس ہستی سے قدوس ولایزال خود محبت کرتا ہے' جس کا ذکر ان کی خاطر بلند کرنے کا اعلان فرماتا ہے' جن کے خلق کو عظیم گردانتا ہے' جن کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ' جن کے فرمان کو اپنا فرمان قرار دیتا ہے۔ جن سے محبت مومن کے لیے اس طرح لازمی کی گئی کہ اس حدتک محبت کا لزوم اور کسی کے لیے جائز نہیں......' کوئی صاحب ایمان اس ہستی کو نسبتوں کو سلام کیے بغیر کیسے رہ سکتا ہے۔ جن حضرات کو عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والثناء کا پوری طرح ادراک ہوگیا تھا' جنہوں نے خالق و مالک کی اس محبوب ہستی کو قوت وقدرت کا احساس کرلیا تھا'...... وہ جو قرن اول کے مسلمان تھے' صحابیتؓ رسول (ﷺ) کے بلند مرتبے پر فائز ہوئے......' وہ تو حضور اکرم ﷺ کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے' سرکار ابد قرار ﷺ کے مبارک تھوک کو ہاتھوں پر لیتے اور چہرے پر ملتے تھے۔ ابومخذورہؓ کے سامنے کے بالوں پر سرکار والا تبا کا ﷺ مبارک ہاتھ لگا' انہوں نے زندگی بھر ان بالوں کو نہیں کٹوایا۔ عبداللہ بن عمرؓ تمام عمر اس درخت کی آبیاری کرتے رہے' جس کے سائے میں ایک بار ان کے آقا حضور ﷺ نے آرام فرمایا تھا۔ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ﷺ حالت صوم میں حضور سید وسرور عالمیان ﷺ کا بچا ہوا پانی پی لیا تھا۔ ابوایوب انصاریؓ ساری رات بچوں

کو لے کر دیوار کے ساتھ لگے رہے تھے کہ سرکار ﷺ نیچے ہیں' ہم چھت پر کیسے چل پھر سکتے ہیں۔ امیرالمؤمنین فارق اعظمؓ اپنے کا وظیفہ کم مقرر کرتے ہیں اور اسامہ بن زیدؓ کا زیادہ'...... یوں کہ اسامہ حضور ﷺ کو زیادہ پیارے تھے۔

حضور فخر موجودات علیہ السلام والصلوۃ کے وضو کا پانی جس گھاس پر پڑتا تھا' آپ ﷺ کے حجرہ عائشہؓ میں مقیم ہونے پر وہ گھاس استن حناہ کی طرح زاری تو نہ کرسکی مگر فرقت برداشت نہ کرتے ہوئے سوکھ گئی۔ اس کے تنکے صحابہ کرامؓ نے تقسیم کرلیے۔ ایک تنکا خانقاہ نیازیہ' بریلی شریف میں جو درود پاک کے ورد سے عرق گلاب میں رقص کرتا ہے۔ شاہ عبدالغنی نیازی نے اپنی کتاب ''حقیقت محمدی ﷺ'' میں دعویٰ کیا ہے کہ لوگ اب بھی یہ منظر دیکھ سکتے ہیں۔

ایسے میں' اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اہل محبت کے لیے اس مبارک جوتے کا کیا مقام ہے جسے آقا حضور ﷺ کے زیب پائے مبارک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

جب رب کریم جل جلالہ' نے اس شہر کی قسم کھائی جس میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ چلتے پھرتے رہے تو شہر کا نام نہیں لیا' حالانکہ اس وقت وہ مکہ مکرمہ ہی تھا۔ علماء حق لکھتے ہیں کہ جب تک حضور پرنور ﷺ یہاں رہے' یہ قسم مکہ مکرمہ کی تھی' جب یثرب کو مدینہ النبیؐ بنایا تو قسم وہاں کی ہوگئی۔ میں کہتا ہوں کہ رب قدوس وکریم کا بلد'' کہنا اور کسی شہر یا مقام کا نام نہ لینا اس حقیقت پر دال ہے کہ جہاں جہاں میرے آقا حضور ﷺ کے نعلین پاک گئے' یہ قسم ہر اس مقام کی ہے۔ سرکار ﷺ بلد امین کی گلیوں میں پھریں تو قسم مکہ مکرمہ کی اور بنوسعد کے قبیلے کے نصیب جگائیں تو قسم وہاں کی۔ آقا حضور ﷺ شام' یمن' جرش' بحرین' حبشہ' جعاشہ' نجد' نبران' فلسطین' عمان' دبا' مشقر' مصر...... اور آرڈی سی باڈلے کے بقول اگر تجارت کی غرض سے حلب' انطاکیہ' بیروت' پامیریا اور بعلبک بھی تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے نعلین پاک کی بدولت یہ قسم ان مقامات کا بھی احاطہ کرتی رہی۔ سرکار ﷺ ذوالجاز' عکاظ' حباشہ' سوق ہجر' ذوالمجنہ وغیرہ کی تجارتی منڈیوں میں قدم رنجہ فرماتے رہے تو یہ قسم وہاں بھی ساتھ رہی۔ حضور محبوب خدائے کریم علیہ التحیہ والتسلیم غار حرا پر جاتے رہے' یا آپ ﷺ نے طائف یا دیگر قبیلوں کیطرف سفر فرمایا تو قسم ہم رکاب رہی۔ سفر معراج ہوا تو یہ قسم رفیق سفر تھی۔ ہجرت ہوئی تو صدیق اکبرؓ اور عامر بن فہیرہؓ سے زیادہ قرب نعلین پاک کو حاصل رہا۔ اللہ تعالیٰ کی اس قسم کا تعلق حضورؐ انام علیہ الصلوۃ والسلام کے چلنے پھرنے سے تھا' اس لیے قسم نے راہ ہجرت میں بھی رفاقت نبھائی۔

حضور رحمت ہر عالم ﷺ نے ابوا' ابواط' ذوالعشیرہ اور بنوغفار کے سفارتی سفر فرمائے تو نعلین مبارک اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہمراہ رہی۔ صفوان' سویق' حمراء الاسد اور غابہ میں حملہ آوروں کا پیچھا کیا گیا تو یہی صورت تھی۔ بنولحیان تک قاتلوں کا تعاقب ہوا' بنوقینقاع' بنی نضیر' بنوقریظ اور مکہ

تک معاہدوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کے استحصال کے لیے نعلین مبارک نے حرکت کی' حضور ﷺ چیلنج کے جواب میں بدر تک گئے' غزوہ ذات الرقاع میں دشمن پر دباؤ ڈالنے کی نیت سے تشریف لے گئے' یا اپنی حفاظت کے لیے بدر' احد اور احزاب کی جنگوں کی قیادت فرمائی تو نعلین مبارک اور سوگند کردگار ہم قدم رہے۔ قرقرۃ الکدر' بنو غطفان' بنو سلیم' دومۃ الجندل' مریسیع' حدیبیہ' خیبر' حنین' تبوک اور مکہ مکرمہ کے اسفار میں بھی یہی کیفیت رہی۔ احد اور حنین میں جب نعلین مبارک کی استقامت ضرب المثل ہوئی تو اگرچہ یہ چلنے پھرنے کی حالت نہیں تھی لیکن ذوق کہتا ہے کہ قسم ذوالجلال سایہ فگن رہی۔

میں تو کہتا ہوں کہ حضور محبوب کردگار ﷺ کی مبارک جوتی ۵۳ برس مکہ مکرمہ میں زیر استعمال رہی تو اس شہر کی قسم کا اثر ماہ و سال کے حوالے سے یوں سامنے آیا کہ قیامت تک کے اہل ایمان کو مژدہ سنا دیا گیا کہ یہاں کی ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے۔ سید و سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ دس برس مدینہ میں چلتے پھرتے رہے تو نعلین سرکار ﷺ کی برکت سے یہاں کی ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ٹھہرا۔ نعلین پاک نے افلاک' عرش' لامکان کی سیر کی تو اس کی برکت سے مومن جہاں بھی نماز پڑھے' اسے ایک نماز پر دس نمازوں کا ثواب تا قیامت ملتا رہے گا' کہ یہ معراج کا تحفہ ہے اور رضاعت' تجارت' سفارتی معاہدوں' فوجی گشت اور غزوؤں کی غرض سے حضور سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک جوتے جس زمین سے مس ہوتے رہے' اسے یہی اعزاز بخشتے رہے۔ جو ذرے اس نعل پاک سے لگتے ہوں گے' وہ یا تو پہلے سے مطہر ہوتے ہوں گے کہ اس نعل مبارک کی قدم بوسی کے قابل تھے' یا مس ہوتے ہی رفیع المرتبت بن جاتے ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور سینا پر **فاخلع نعلیك** کا حکم ہوگیا تھا کہ اس تقدس مآب وادی کے اعزاز میں جوتے اتار دیجئے لیکن محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے لیے تو عرش و کرسی کی رفعتوں اور لامکاں کی پہنائیوں میں بھی ایسے کسی حکم کی گنجائش نہ نکلی۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

علی راس هذا الکون نعلم محمد ﷺ

علت فجمیع الخلق تحت ظلاله

لدی الطور موسیٰ نودی اخلع و احمد ﷺ

علی العرش لم یوذن بخلع نعاله

(اس کائنات کے سر پر نعل مصطفیٰ ﷺ ہے۔ وہ اس قدر بلند ہے کہ ساری مخلوق اس کے سایوں میں ہے۔ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کی صدا دی گئی اور احمد کریم ﷺ کو عرش

پر بھی نعلین اتارنے کی اجازت نہ ملی)

احد کا زلزلہ رکا تھا تو میرے سرکار ﷺ کے حکم اور نعلین پاک کی حرکت کے زیر اثر۔ اور میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ نعلین پاک چونکہ احد سے بارہا لگی تھیں' اسی لیے یہ پہاڑ جنت کا پہاڑ قرار دیا گیا۔

صحابہ کرام (علیہم الرضوان) میں سے کسی کے رتبے کی برابری' کوئی ولی اللہ' غوث' قطب' ابدال نہیں کر سکتا۔ شاید یوں بھی' کہ انہیں نعل حضور ﷺ کی ضوفر وزیوں اور رنگینیوں کو دیکھنے کی سعادت ملتی رہی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جریرؓ یا رافعؓ کو سرکار ﷺ کے پائے مبارک اور نعل مبارک درمیان ہاتھ لگانے کی سعادت ملی۔ سوچئے کہ اس طرح ان کا مقام کیا بنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' یہ نعلین مبارک اٹھانے اور اپنے آقا حضور ﷺ کو پہنانے کا شرف حاصل کرتے تھے۔ ان کے علو مرتبت کا اندازہ کون کر سکتا ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعل مبارک کو سینے گانٹھنے کا مرتبہ نصیب ہوا' ان کی رفعتوں کا شمار کس کے بس میں ہے۔

نعلین مصطفیٰ ﷺ جس زمین کے ساتھ مس ہوئیں' اس کی برکت اور عظمت ضرب المثل بنی۔ یہ عرش و لامکاں تک پہنچیں تو اس کی سربلندی کا باعث بنیں۔ یہ جس شخص کے سر کا تاج بن جائیں' اس سے بڑا تاجور کون ہوگا۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اور'......... جو شخص حاجات پوری کرنے کے لیے ان کے نقش کو سر پر رکھ کر دعا کرے' اس کی دعا کیوں پوری نہ ہوگی۔

بخاری' مسلم اور ترمذی میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جوتوں میں نماز پڑھی۔ اس سے کچھ لوگ جوتوں کے ساتھ نماز پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ یارو! وہ نعلین پاک تو عرش پلٹ "تھیں۔ انہیں تو سرکار ﷺ کے مبارک پاؤں کا لمس نصیب ہو چکا تھا۔ ان سے تو جو ذرہ لگتا تھا' طاہر و مطہر ہوتا تھا یا ہو جاتا تھا۔ وہ تو معراج کی منزلوں کی ہمراہی تھیں'...... مسجد میں آ گئیں تو مسجد کی طہارتوں اور نظافتوں میں اضافے کا باعث ہوئیں۔ خاک اور عالم پاک کی نسبت جسارت محض ہے۔ ہم پلید' ہمارے پاؤں گندے' ہمارے جوتے نجس۔ مقامات کی لامکاں تک رسا حیثیت کے ساتھ ہماری نسبت کا تصور ہی گناہ کبیرہ لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے!

امام احمد المقری رحمتہ اللہ تعالیٰ کی سوچ پاکیزہ ہے کہ انہوں نے لطافتیں بکھیرنے والے مقدس جوتوں کے مقام کو پہچانا۔ ان کا قلم مدح نعلین حضور ﷺ میں سر بہ خم ہوا تو عرش

آ سا ہو گیا۔ انہوں نے اس موضوع پر کتاب تالیف کی تو گویا ہما ان کے سایہ پا میں آ گیا' اس کاوش نے انہیں تاجدار بنا دیا۔ وہ ارباب محبت کی مدحتوں کا ہدف بن گے۔ مفتی محمد خان قادری اور محمد عباس رضوی نے اس کتاب کے اردو ترجمے کے ذریعے دین و دنیا کی سعادتیں سمیٹ لیں۔ اور۔۔۔۔ میں محمد طفیل بھٹی مدنی کے ذوق عقیدت کے معیار کے برابر الفاظ نہیں پاتا کہ انہوں نے بار بار اس کتاب کی اشاعت و تقسیم کا اہتمام کیا۔ اللہ کریم ان کے حسن نیت کی پذیرائی فرمائے اور شدائد قیامت کے ماحول میں انہیں ظل نعلین حضور ﷺ نصیب رہے۔
آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

متمنی ظل نعلین حضور ﷺ

عبد مذنب
راجا رشید محمود

فضائل وبرکات نعلین پاک سید عالم ﷺ

سید عالم نورِ مجسّم حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی نعلین پاک کے فضائل و برکات انسان کے فہم واِدراک سے بالاتر ہیں- جب سید عالم ﷺ معراج کی رات عرشِ اعظم پر پہنچے تو عرش نے دامنِ اجلال کو تھام کر زبان حال سے عرض کیا:

آپ ہی ہیں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کہ حق تعالیٰ نے اپنے اِجلال احدیت سے مشاہدہ کرایا اور اپنے جمال صمدیت سے مطلع فرمایا، اور میں غمزدہ آہیں بھرتا ہوں کہ کوئی راہ نہیں پاتا کہ کس راستے سے داخل ہو کر اپنے کام کی گرہ کھولوں- باوجودیکہ حق تعالیٰ نے مجھے اعظم خلق بنایا ہے اور میں ہیبت، تحیّر اور خوف میں اے نبی ﷺ واقعۂ ہوں- جب پروردگار نے مجھے پیدا فرمایا تو میں اس کے ہیبت و جلال سے کانپنے لگا- پھر میرے پائے پر لکھا: لَاالٰہَ اِلَّا اللہ تو میں ہیبت سے اور زیادہ کانپنے لگا- پھر جب محمدّ رسول اللہ لکھا تو میرا اضطراب کم ہو گیا- آپ کا اسم گرامی میرے دل کے چین کا باعث بنا- مجھ پر آپ کے اسم گرامی کی برکت رونما ہوئی- اب تو کیسی برکتیں حاصل ہوں گی- اے نبی ﷺ کہ آپ کی نظر مبارک مجھ پر پڑ گئی-[1]

منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وادی مقدس میں پہنچے تو حکم ہوا کہ نعلین اتار لیں- فرمایا: فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ - ہمارے نبی ﷺ جب عرش معلےٰ کے فرش پر پہنچے تو حکم ہوا: یَامُحَمَّدْ لَا تَخْلَعْ نَعْلَیْكَ کہ اے محمد! (ﷺ) آپ نعلین نہ اتاریں-[2]

جب حضور پاک ﷺ عرش معلےٰ پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ نے عرش معلےٰ کی برتری اور فضیلت کے پیش نظر اپنے نعلین اتارنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین سمیت عرش پر تشریف لائیں- حضور پاک ﷺ نے عرض کی: یااللہ موسیٰ کلیم اللہ وادی طور پر گئے تو انہیں حکم ملا تھا کہ نعلین اتار دو یہ وادی مقدس ہے- عرش تو وادی طور

سے بھی زیادہ مقدس ہے بلکہ لاکھوں درجے زیادہ مقدس ہے۔ ؎۳

نقل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب عرش کے قریب پہنچے تو جنابِ الٰہی سے خطاب آیا کہ اے میرے حبیب! آگے چلے آؤ۔ تب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نعلین مبارک اتارنی چاہی تو عرش مجید لرزہ میں آیا اور آواز آئی اے میرے حبیب! نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھئے تاکہ آپ کے قدم کی بدولت میرا عرش قرار پائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یاالٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا نعلین اتارو اس لیے کہ تحقیق آپ اسی وادی مقدس طویٰ میں ہیں۔ جب تیرا عرش کوہ طور سے کئی درجے افضل ہے تو میں کس طرح نعلین سمیت عرش پر چلا آؤں۔ تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب! موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا اس لئے حکم ہوا تھا کہ طورِ سینا کی خاک اس کے قدموں کو لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو۔ اور آپ کو نعلین سمیت عرش پر آنے کا حکم اس لئے ہوا ہے تاکہ آپ کی نعلین کی خاک عرش کو لگے اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔ ؎۴

علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نعلین مبارک کی شان میں رباعی لکھی ہے:

على روس هذا الكون نعل محمد
علت فجميع الخلق تحت ظلاله
ندى الطور موسىٰ نودي اخلع واحمد
على العرش لم يؤذن بخلع نعاله

یعنی حضرت رسول کریم ﷺ کی نعلین مبارک کی یہ شان ہے کہ جب آپ ﷺ معراج پر گئے تو نعلین ساری کائنات کے سر پر تھی اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سائے کے نیچے تھی اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔ ؎۵

پس معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ نے نعلین مبارک سمیت عرش پر قدم رکھے تو عرش کو قرار آگیا اور وہ پر سکون ہو گیا اور اس کی عظمت بلند ہوئی۔ نعلین پاک کو یہ فضیلت اور

شرف سید عالم ﷺ کے قدمین شریفین سے مَس اور وابستہ رہنے کی وجہ سے حاصل تھے۔

روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کی مسجد شریف کھجور کے تنوں پر قائم تھی۔ منبر شریف کی تعمیر سے پہلے آپ ﷺ اس کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر جب منبر شریف بنایا گیا تو اسے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس تنے سے رونے کی آواز سنی گئی جیسے اونٹنی روتی ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس تنے سے فرمایا کہ حنانہ اگر تو چاہے تو تجھے اس باغ میں بو دیا جائے جہاں تو پہلے تھا اور تیرے رگ و ریشے کو مکمل کر دیا جائے اور تیری شاخوں کو تروتازہ کر دیا جائے اور تجھ سے پھل نمودار ہوں اور اگر تو چاہے تو تجھے جنت میں جما دیا جائے تاکہ محبوبانِ خدا تیرے پھل کھائیں۔ اس کے بعد حضور پاک ﷺ نے اپنے مبارک کانوں کو اس جانب کیا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ پھر فرمایا وہ کہتا ہے کہ یا رسول اللہ مجھے جنت میں قائم کر دیا جائے تاکہ محبوبانِ خدا کو اپنا پھل کھلاؤں، یہی وجہ ہے جہاں نہ میں پرانا ہوں گا اور نہ مجھے فنا ہو گی۔ ان باتوں کو حضرت برکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنا جو کہ اس کے قریب تھے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا میں یہی کرتا ہوں اور فرمایا تو نے دار فنا پر دار بقا کو پسند کیا۔ ؎۱

پس معلوم ہوا کہ درخت کے تنے کو یہ سعادت اور برکت سید عالم ﷺ کے جسم اقدس سے مَس ہونے کے سبب حاصل تھیں اور اسے آپ ﷺ سے جدائی کا بھی شعور تھا کہ آپ کے فراق کے سبب روتا تھا۔ مسجد نبوی میں آج تک ایک ستون ہے جو اُستن حنانہ کے نام سے موسوم ہے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ میرے شیخ طریقت حضرت شیخ علی بن الہیتی ایک روز مجھے اپنے ساتھ لے کر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میرے متعلق آپ سے عرض کیا کہ یہ آپ کا مرید ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جسم اقدس پر ایک جبہ تھا جسے اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا کہ اے علی! تو نے

تندرستی اور عافیت کا لباس پہن لیا ہے-اسے جبہ کو پہننے کے بعد 65 برس ہو گئے کہ اب تک مجھے کسی قسم کی بیماری لاحق نہیں ہوئی-[7]

معلوم ہوا کہ سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے جسم اقدس سے مَس اور وابستہ رہنے کے سبب آپ کے جُبے مبارک کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ تندرستی کا لباس بن گیا اور وہ دوسرے تمام جُبوں سے ممتاز ہو گیا- پس کیا کہنا سید عالم ﷺ کے نعلین پاک کا جو آپ ﷺ کے قدموں سے مَس رہتے تھے اور ان کی کانٹوں اور دیگر آلودگیوں سے حفاظت کرتے تھے - اسی واسطے وہ آپ ﷺ کے ساتھ عرش پر پہنچے اور معراج پائی-

نعلین پاک حضور ﷺ کی توصیف میں بزرگوں نے بہت کچھ لکھا ہے، حضرت شیخ محمد ابن فرج السبتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی منظوم عربی نظم میں فرمایا کہ یہ نقش اس نعل کا ہے جسے اس ذات اقدس نے پہنا جس کا کوئی مثل نہیں- تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ خیر الوریٰ کی نعل مقدس ہے- جو ہر بلندی سے بلند ہے- صاحب معراج کی نعل مقدس میں ہر بیماری کی شفاء ہے- اسے سو سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر چوما کر اور شفا کے لئے اسے تکلیف والی جگہ پر لگا- دیگر بزرگوں نے اس کی یوں تعریف کی ہے کہ اے زیارت کرنے والے نعلین کے، عاجزی کے ساتھ انہیں بوسہ دے اور اس بات کو ذہن نشین کر لے کہ نعلین پاک سید عالم ﷺ کے ساتھ آسمانوں کے اوپر بلند ہوئے- ان پر اپنی پیشانی رکھ اور برکت حاصل کرنے کے لیے اپنا وسیلہ بنا-[8]

حضرت قاسم ابن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نقش مبارک کی آزمائی ہوئی برکات سے یہ ہے کہ جو شخص اس نقش کو اپنے پاس تبرکاً رکھے گا وہ ظالموں کے ظلم سے، دشمنوں کے غلبے سے، شیطان مردود کے شر سے، ظالم سلطان کے ظلم سے، اور ہر حاسد کی نظر بد سے امان میں رہے گا- بے شمار علماء نے صراحت فرمائی کہ یہ نقش پاک جس لشکر میں ہو اس کو کبھی شکست نہ ہو گی- جس قافلے میں ہو وہ لوٹ مار سے محفوظ رہے گا- جس گھر میں ہو وہ جلنے سے محفوظ رہے گا اور جس سامان میں ہو وہ چوری سے محفوظ رہے گا- جس کشتی میں ہو وہ کشتی غرق ہونے سے بچی رہے گی-[9]

کیا خوب کہا ہے بزرگوں نے کہ :

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
اُس کو نہ ملیں منزلِ معراج کی راہیں
جو آپ کے نقشِ کفِ پا تک نہیں پہنچا

سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی
مصنف کتب مظہر جمال مصطفائی و جمال غوثیہ

---

۱ شیخ عبدالحق محدثؒ دہلوی، شاہ : مدارج النبوت، حصہ اول (مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی) ص، ۳۰۸-۳۰۹
۲ ملا معین کاشفیؒ : معارج النبوت، حصہ اول (مطبع مکتبہ نبویہ، لاہور) ص، ۲۶۳-۲۶۲
۳ محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی، علامہ : تفسیر نبوی (مطبع، مکتبہ نبویہ، لاہور) ص ۹۰-۸۹
۴ فیض محمد، علامہ : درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج (مطبع، نوریہ رضویہ، فیصل آباد) ص ۱۷۲
۵ ایضاً : " " " ص ۱۷۴
۶ شیخ عبدالحق محدثؒ دہلوی، شاہ : مدارج النبوت، حصہ اول (مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی) ص، ۵۳-۳۵۲
۷- نورالدین شطنوفیؒ، علامہ : بہجۃ الاسرار (مطبع، اللہ والے کی قومی دکان، لاہور) ص ۱۳۸
۸- احمد المقری التلمسانیؒ، امام : فتح المتعال فی مدح النعال (عربی)
محمد خان قادری، مفتی : فضائل نعلین حضور (مطبع، عالمی دعوت اسلامیہ، لاہور) ص، ۳۱-۲۳۰، ۴۷-۲۴۶
۹- احمد المقری التلمسانیؒ، امام : فتح المتعال فی مدح النعال (عربی)
محمد خان قادری، مفتی : فضائل نعلین حضور (مطبع، عالمی دعوت اسلامیہ، لاہور) ص، ۳۱-۲۳۰، ۴۷-۲۴۶

برکات نعلین پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حسن اختر احسن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سارے جہانوں کے واسطے رحمت ہے۔ آپ ﷺ کی ہر بات میں، آپ کی ہر شے میں اور ہر عمل میں انسانیت کی خیر ہے کیونکہ آپ ﷺ خیرالبشر ہیں۔ آپ ﷺ کے نقش کف پا کے فیض سے انسانوں کے مقدر بدل جایا کرتے ہیں تو پھر آپ ﷺ کے نعلین پاک خیروبرکت کا باعث کیوں نہ ہوں گے؟---
اگر عقیدہ سچا اور عقیدت پکی ہو تو خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہوتی ہے...... حضور پاک ﷺ کے قدم مبارک کو، نقش قدم پاک کو اور نعلین پاک کو بطور "تبرک" باعث عقیدت و احترام قرار دینا کسی بھی اعتبار سے مسئلہ نہیں ہے۔ جو لوگ اس بارے میں الجھتے ہیں، ان کے لیے حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کی کتاب "کشف المحجوب" سے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں:

"......اور میں علی بن عثمان جلابیؒ ملک شام میں حضرت بلالؓ -- مؤذن پیغمبر ﷺ کے روضہ مبارک پر سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا...... اور دیکھا کہ پیغمبر ﷺ باب نبی شیبہ مبارک سے اندر تشریف لائے اور ایک بوڑھے شخص کو اس طرح بغل میں لیے

ہوئے تھے جس طرح بچوں کو شفقت سے بغل میں لیتے ہیں--- میں فرط محبت سے دوڑ کر حضور ﷺ کے سامنے گیا اور آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا...... اور تعجب سے سوچ رہا تھا کہ وہ بوڑھا کون ہے؟ --- کہ حضور ﷺ نے بطور معجزہ میرے دلی اندیشہ پر اطلاع پاکر فرمایا کہ یہ شخص تیرا اور تیرے اہل ملک کا امام یعنی امام ابوحنیفہؒ ہے......" (چھٹی فصل، گیارھواں باب)

عوام الناس کے فائدے کے واسطے جناب الحاج محمد طفیل بھٹی نے محترم مفتی محمد خان قادری اور محترم علامہ عباس رضوی کی محنت و کاوش سے یہ کتاب "فضائل نعلین حضور ﷺ" (اردو ترجمہ) شائع فرماکر بڑی خدمت انجام دی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے واسطے کام کرنے والے تمام حضرات کی خدمت جلیلہ کو قبول فرمائے اور اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور پاک ﷺ کے نعلین مبارک کی فضیلت و برکات کے بارے میں علماء کرام ہی بہتر طور سے بیان فرما سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاء کرامؒ نے ایسے تبرکات سے کیسے فیوض حاصل کیے؟---- لیکن عام لوگ جو اس بارے میں زیادہ نہیں جانتے پھر بھی عقیدہ سچا اور عقیدت پکی رکھتے ہیں، وہ ایسی چیزوں سے برکات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ تبرکات سے فیض حاصل کرنا عقید تمندی ہے۔ اسے

عبادت کا درجہ ہر گز نہیں دیا جاسکتا لیکن فیض بھی تو اللہ کا کرم اور رسول پاک ﷺ کی رحمت کا اظہار ہی ہے۔ جس کو عام الفاظ میں حصول خیر وبرکت کہتے ہیں...... اسی حوالے سے میں پنجابی زبان کے نامور درویش شاعر حضرت دائم اقبال رحمۃ اللہ علیہ (میرے والد مرحوم و مغفور) کے چند واقعات پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

دائم اقبال ۱۹۰۹ء میں چند سو نفوس پر مشتمل اس چھوٹے سے پنڈواسو (گجرات) میں پیدا ہوئے تو ان کا نام گاؤں کی مسجد کے پیش امام مولوی وزیر محمد خان درانی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا۔ یہ نام "دائم اقبال" گاؤں والوں نے اس سے پہلے کبھی سنا بھی نہ تھا چنانچہ اس نامانوس سے نام پر بچے کے والد غلام محمد ہی کیا؟ سب ہی حیران ہوئے لیکن چونکہ پورا گاؤں نام رکھنے والے مولوی صاحب کی روحانی اہمیت کو تسلیم کرتا تھا' اس لیے یہی نام چلتا رہا...... اور آنے والے وقت نے ثابت کیا کہ اللہ والوں کی دعاؤں سے وہ لڑکا غیر معمولی حافظے' ذہانت اور محنت کشی کے جذبے سے مالا مال ہوا۔ پرائمری اپنے گاؤں میں پڑھ کر جب دس سال کی عمر میں منڈی بہاؤ الدین کے اسلامیہ ہائی سکول میں وہ داخل ہوا تو یہ عالم تھا کہ پیر فضل شاہ کی کتاب "سوہنی" چند دنوں میں زبانی یاد کر کے اپنے اساتذہ کو سنا دی۔ اس واقعہ سے اسکول میں اسے اہمیت حاصل ہوگئی--------

بارہویں سال کی عمر میں تھا (۱۹۲۱ء میں) کہ دمڑی والی سرکار رحمت اللہ علیہ (میرپور) کے عرس میلہ سے ایک ملنگ بابا واسو پنڈ میں آگیا اور گاؤں

کی مسجد میں سوگیا...... جب جاگا تو گاؤں والے حیران رہ گئے کہ مولوی صاحب نے ناراض ہونے کی بجائے اس کو اپنا پہنا ہوا ایک کرتا شفقت کے ساتھ عطا فرمایا۔ ملنگ نے بھی مولوی صاحب کی خدمت میں چند تبرکات پیش کیے جن میں پیتل کا بنا ہوا ایک نقش نعلین پاکؐ بھی تھا۔ بہت چھوٹا سا یعنی انگوٹھے کے ناخن کے برابر جس میں باریک سی کنڈی بنی تھی اور کالا دھاگہ پڑا تھا تاکہ گلے میں ڈالا جاسکے......

ملنگ کے جانے کے دو تین ہفتے بعد مولوی صاحب نے غلام محمد صاحب (پیدائش۔ واسو ۱۸۸۸ء) کو بلوا کر وہی نقش نعلین پاکؐ بطور تبرک و دعا عطا فرمایا اور ہدایت کی کہ الحمد شریف پھر درود شریف پڑھ کر یہ چیز اپنے بیٹے کے گلے میں ڈال دو۔ پھول سمجھ کر ڈال دو گے تو بہت دور دور تک خوشبو جائے گی----- بہر حال تعمیل کی گئی اور تقریباً پچاس سال تک یہ چیز دائم اقبال کے گلے میں پڑی رہی۔ اماں جی (میری والدہ محترمہ بزرگوار جو بفضل تعالیٰ ابھی حیات ہیں) فرماتی ہیں کہ شادی کے بعد...... شاید ایک یا ڈیڑھ سال بعد جب میں نے پوچھا کہ یہ ننھا سا تعویذ آپ نے کب سے پہنا ہوا ہے؟ اور کس وجہ سے پہنا ہے؟ تو دائم اقبال صاحب نے بتایا کہ بابا مولوی وزیر خان درانیؒ کسی کو تعویذ نہیں دیتے اور نہ ہی جھاڑ پھونک کرتے ہیں بلکہ وہ صرف دعا کرتے ہیں۔ باباجیؒ فرماتے ہیں کہ یہ رسول پاک ﷺ کے نعلین پاک کا نقش ہے اور خیر وبرکت کے واسطے میرے گلے میں بارہ سال کی عمر میں ڈالا تھا اپنے ہاتھوں سے!------

اماں جی فرماتی ہیں کہ وہ پیتل کا تھا لیکن پرانا ہو جانے کی وجہ سے کافی کالا ہو گیا تھا اور اس پر کوئی نقش و نگار بھی نظر نہیں آتے تھے۔ میں نے کئی بار

کہا بھی کہ اس کو کسی چیز سے صاف کرالو لیکن دائم اقبال صاحب نے ہر بار منع فرما دیا کہ یہ اللہ والوں کی چیز ہے۔ جیسی ہے ویسی ہی رہنے دینا ٹھیک ہے.....

بابا جی وزیر خان درانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور نعلین پاک کے نقش کی برکت سے دائم اقبال نے اپنے لڑکپن میں ہی غیر معمولی اہمیت حاصل کر لی تھی ---- دسویں جماعت میں تھا جب بابا جیؒ نے دائم اقبال کو شعر کہنے کی اجازت دی...... دائم اقبال فرماتے تھے کہ بابا جیؒ نے مجھے علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کا ایک نعتیہ شعر بھی بعد میں بطور ''تبرک'' عطا فرمایا تھا کہ اس کو باوضو پڑھا کروں' اس پر غور کروں اور اس سے فیض حاصل کیا کروں۔ وہ شعر یہ تھا ؎

ناز تھا حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا پر
سو تجلی کا محل نقش کف پا تیراؐ

...... وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ شعر میرے لیے واقعی ''تبرک'' بنتا چلا گیا۔ بابا جیؒ نے اس میں جانے کیسی دعا بھر دی تھی کہ میری چھوٹی موٹی مشکلات اس کو پڑھ کر آسان ہو جایا کرتی تھیں لیکن مولوی صاحب فرماتے تھے کہ یہ سب حضور پاک ﷺ کے ''نقش کف پا'' کے ذکر کی برکت سے ہوتا ہے----

حضرت دائم اقبال فرماتے تھے کہ بابا جیؒ ہی نے مجھے علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کے پاس بھیجا تھا کہ جا کر ان کو بتاؤں کہ ایک اللہ والے

نے ان کا یہ نعتیہ شعر مجھے بطور ''تبرک'' پڑھنے کے لیے دیا ہے اور خوش خبری دوں کہ یہ شعر حضور پاک ﷺ کے حضور قبول فرما لیا گیا ہے' علامہ اقبالؒ کو مبارک ہو---- جب میں نے علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کو اسی طرح جا کر بتایا تو وہ حیران رہ گئے تھے پھر ان کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آگئے تھے......

میں (راقم الحروف) بھی گواہ ہوں کہ حضرت دائم اقبال آخر عمر تک علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کا یہ شعر بطور وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور اس بارے میں کسی قسم کا تبصرہ اور بحث و تنقید سننا بالکل پسند نہ فرماتے تھے---- ان کے پیرو مرشد بابا میاں خان رحمت اللہ علیہ (جھلانہ شریف والے) نے بھی کبھی ان کو اس وظیفے سے نہ روکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بابا جی وزیر خان درانیؒ کے عطا کردہ اسی وظیفے کے طفیل جس میں حضرت دائم اقبال درود شریف اور علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے' انہوں نے زندگی کے کئی مرحلے آسانی سے طے کر لیے اور ۱۳۴ کتابیں لکھیں اور ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہ کر عالمگیر شہرت حاصل کی اور خاص طور پر پنجابی شاعری میں دوام حاصل کیا...... میں نے بھی اپنی آنکھوں سے وہ نقش نعلین پاک ان کے گلے میں پڑا دیکھا ہے اور غالباً ایوب خان کی حکومت کے خاتمہ کا زمانہ تھا (۱۹۶۹ء) جب بارشوں کی ایک رات حضرت دائم اقبال کہیں سے واپس آئے تو اگلی صبح گھر میں کافی شور کیا کہ تعویذ گم گیا ہے۔ سارے مل کر ڈھونڈو---- لیکن تلاش بسیار کے باوجود

وہ نہ مل سکا اور یہی گمان رہا کہ رستے میں کہیں گر گیا اور پانی کے ساتھ بہہ گیا......

ان پے در پے صدمات نے حضرت دائم اقبال کو بہت مایوس اور خوفزدہ کر دیا اور وہ کافی بیمار ہوگئے۔ لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا، لکھنا پڑھنا ترک کر دیا اور زیادہ تر وقت جھلا نہ شریف میں اپنے پیرومرشد حضرت بابا میاں خان رحمت اللہ علیہ کے ڈیرے پر گزارنے لگے۔ کافی علاج بھی کرایا گیا لیکن کوئی دوا کام نہ کرتی تھی اور وہ روز بروز نڈھال ہوئے جاتے تھے----- انہی دنوں کی بات ہے کہ گوجرخان سے ان کے ایک عقیدت مند ماسٹر عنایت اللہ (مجھے یاد آتا ہے کہ یہی نام تھا) ان کی عیادت کے واسطے تشریف لائے۔ ماسٹر صاحب بنیادی طور پر پیر جماعت علی شاہ رحمت اللہ علیہ کے عقیدت مند تھے۔ وہ اپنے ساتھ ایک نادر چیز لائے تھے......

یہ نادر چیز چمڑے جیسی پرانی شیٹ پر ابھرا ہوا ایک "نقش قدم" تھا جس کے بارے میں ماسٹر صاحب نے بتایا کہ ان کے والد کا کوئی جاننے والا ۱۹۲۷ء میں یہ ترکی سے لایا تھا اور نقش قدم کا یہ عکس --- کسی ایسے عکس پاک سے مس کر کے لایا گیا تھا جو کئی سو سال پہلے دمشق میں حضور پاک ﷺ کے اصلی نعلین مبارک سے مس کیا گیا تھا...... مختصر یہ کہ ۱۹۲۷ء سے پہلے اور بعد میں اس عکس مبارک پر کروڑوں اربوں بار درود شریف پڑھا جا چکا تھا اور اسے بطور تبرک ماسٹر صاحب کے خاندان، عزیزوں رشتہ داروں اور واسطہ داروں میں بطور خاص مشکل اور پریشانی میں

خیر و برکت حاصل کرنے کے واسطے استعمال کیا جاتا تھا---- ماسٹر عنایت اللہ صاحب محبت والے آدمی تھے۔ ہم نے ماسٹر صاحب کو حضرت دائم اقبال سے ملوا دیا......

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ عکس مبارک واقعی باعث خیر و برکت ثابت ہوا۔ حضرت دائم اقبال کے کمرے کی دیوار پر ڈیڑھ دو ماہ لگا رہا اور وہ رفتہ رفتہ بالکل ٹھیک ہوتے چلے گئے--- فرماتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ نے خبر گیری فرمائی ہے اور (تین سال پہلے) گم ہونے والے نعلین پاک کے نقش کے بدلے میں یہ عکس مبارک بھیجا ہے اور نئے جنم سے نوازا ہے۔ اب پورے ۱۲ سال اور جیوں گا اور خوب جیوں گا اپنے سرکار ﷺ کے نقش قدم کے صدقے......

جب ماسٹر صاحب اپنی امانت واپس لینے آئے تو حضرت دائم نے گھر میں میلاد شریف کرایا اور گاؤں والوں کو اس عکس مبارک کی زیارت بھی کرائی اور ماسٹر صاحب کا شکریہ بھی ادا کیا۔

(نعت)

ذرے اُس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے
جس جگہ آپ نے نعلین اُتارے ہوں گے

بوئے گل اس لئے پھرتی ہے چھپائے چہرہ
گیسو سرکار دو عالم نے سنوارے ہوں گے

اُس طرف ابرِ عنایات برستا ہوگا
جس طرف چشمِ محمدؐ کے اِشارے ہوں گے

تابِ نظارہ اگر ہے تو پھر آؤ دیکھو
مسندِ عرش پہ سرکار ہمارے ہوں گے

ارضِ طیّبہ تجھے دیکھے کوئی با دیدۂ دِل
سو بہ سو رحمتِ عالم کے نظارے ہوں گے

ایک میں کیا میرے شاہا کہ شہنشاہوں نے
تیرے ٹکڑوں پہ شب و روز گزارے ہوں گے

لوگ تو حسنِ عمل لے کے چلے روزِ حساب
سرورا ہم تو فقط تیرے سہارے ہوں گے

اُٹھ گئی جب تیری جانب وہ کرم بار نظر
اُس گھڑی قطب ترے وارے نیارے ہوں گے

کلام:- خواجہ غلام قطب الدین فریدی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی شریف-

(نعت شریف)

کوئی ہم پایہ نہ ثانی تیرا کونین میں ہے
تیرا سایہ بھی کہاں وُسعتِ دارین ہے

عین ملتا ہے جو رب سے تو عرب بنتا ہے
جو حقیقت بھی ہے پوشیدہ اسی عین میں ہے

سر ترے حکم پہ جھکتا ہے سوئے بیت حرم
سجدۂ دل روحِ محبوب کے قوسین میں ہے

عرش کو بھی تیری پا بوسی کا اعزاز ملا
سلسلہ فیض کا ایسا تیرے نعلین میں ہے

پھول کیونکر میری آنکھوں میں جگہ پائے گا
صورت حسن ازل ہے جو مرے نین میں ہے

مُجھ سے کیا پوچھیں گے چپ چاپ گزر جائیں گے
پاسداری تیری نسبت کی نکیرین میں ہے

عشق سرکارؐ نے ہر غم سے کیا ہے آزاد
مفلسی میں بھی میری روح بڑے چین میں ہے

لیلئی یادؐ سے آباد ہوا محمل جاں
ناقہ عشق نبیؐ دوڑتی دن رین میں ہے

جس کی تابانیوں سے قطبؔ جہاں ہے روشن
ہے وہی نور جو سبطین کریمین میں ہے

کلام:- خواجہ غلام قطب الدین فریدی
سجادہ نشین آستانہ گڑھی شریف خان پور

نعت

سرور دیں رحمت کونین کی باتیں کریں
آمنہ بی بی کے نور عین کی باتیں کریں

چین ملتاہے دلوں کو ذکر سے سرکار کے
غم کے مارو آؤ ہم سکھ چین کی باتیں کریں

بادشاہوں کے سروں پر تاج ہیں جسکے طفیل
سید سادات کے نعلین کی باتیں کریں

اہلبیت مصطفےٰ کے ذکر سے گرمائیں دل
فاطمہ 'زہرا' علی 'حسنین کی باتیں کریں

عرش والے جھوم اٹھتے ہیں وفور شوق سے
فرش والے جب شہ کونین کی باتیں کریں

یاد آ جاتی ہیں اس دم بنتین مصطفےٰ
جب بھی ہم عثمان ذوالنورین کی باتیں کریں

آؤ اے شہزاد ہم بغض و حسد کو چھوڑ کر
ہر گھڑی اس محسن دارین کی باتیں کریں

اثرخاصہ محمد شہزاد مجددی

نعت

جب سے دل ان کا مستقر ٹھہرا
گفتگو میں مری اثر ٹھہرا

کھل گیا اس پہ راز صبح حیات
جو مدینے میں رات بھر ٹھہرا

نسبت فخر انبیاء کے طفیل
میں زمانے میں معتبر ٹھہرا

میری معراج ہوگئی جب سے
ان کے نقش قدم پہ سر ٹھہرا

جونہی پہنچا ریاض طیبہ میں
خشک پتہ ہرا شجر ٹھہرا

راستہ گو طویل تھا لیکن
میری منزل انہیں کا در ٹھہرا

نقش پائے حضور پہ چل کر
آدمی رب سے باخبر ٹھہرا

سر پہ ہے نقش نعل سرور دیں
میں بھی شہزاد تاجور ٹھہرا